اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله

فقاہت امام اعظم ابوحنیفہؒ



تحقیق و تالیف

حضرت مولانا خدابخش صاحب ربانی

استاذِ حدیث جامعہ حمیرا للبنات رحیم یارخان

حضرت مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی صاحب مدظلہ

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

مدیر و استاذِ حدیث جامعہ حمیرا للبنات رحیم یارخان

فقاہت امام ابو حنیفہؒ

مرتب

حضرت مولانا خدا بخش صاحب ربانی

استاذِ حدیث جامعہ حمیرا للبنات رحیم یارخان

حضرت مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی صاحب مدظلہ

مدیر و استاذِ حدیث جامعہ حمیرا للبنات رحیم یارخان

طیب پبلشرز

33- حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔

0333-4394686 042-37241778, 37212714

کتاب : فقاہت امام ابوحنیفہؒ
مصنف : حضرت مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی
اہتمام محبوب الرحمٰن انور
اشاعت : مارچ 2010ء
برائے طیب پبلشرز۔ اُردو بازار لاہور۔ فون: 37241778
مطبع حاجی حنیف اینڈ سنز، لاہور
قیمت =/80 روپے

فہرست



اللّٰهم صلّ على محمد وعلى آل محمد
كما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم
انک حمید مجید

اللّٰهم بارک علی محمد وعلی آل محمد
کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم
انک حمید مجید

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا اما بعد

یہ آپ کے ہاتھ میں ایک مبارک کتاب فقاہت ابی حنیفہؒ ہے۔ جس میں امام صاحبؒ کے فقاہت کے تقریباً 70 واقعات ہیں یہ بات آپ کے علم میں رہے کہ امام اعظمؒ قانون اسلامی کے مدون اول ہیں۔

حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجب الاذعان ہے

الناس معادن خیارھم فی الجاھلیہ خیارھم فی الا سلام اذا فقھوا (بخاری۱؍۴۹۷، مسلم۲؍۲۶۸)

یعنی جس طرح زمین کی کانیں مختلف الاستعداد ہوتی ہیں کسی سے سونا نکل رہا ہے کسی سے چاندی، کوئی پیتل کی کان ہے، کوئی لوہے کی، اور کسی سے کوئلہ نکل رہا ہے۔ ان سب کانوں میں سونے کی کان کو سب کانوں پر شرف حاصل ہے۔ اسی طرح انسان بھی مختلف الاستعداد ہوتے ہیں۔ اگر شریف النسب آدمی اسلام لانے کے بعد فقیہ بن جائے تو یہ سونے پر سہاگہ اور نور علی نور ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی شرافت نسبی کا کیا کہنا۔

آپؒ کے نسب مبارک میں آٹھ انبیاء علیہم السلام کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔

1۔ حضرت آدم علیہ السلام۔ 2۔ حضرت شیث علیہ السلام۔

3۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ 4۔ حضرت نوح علیہ السلام۔

5۔حضرت ادریس علیہ السلام۔ 6۔حضرت ہود علیہ السلام۔
7۔حضرت اسحاق علیہ السلام۔ 8۔حضرت یعقوب علیہ السلام۔
اس شرافت دینی کا کیا کہنا

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

آپ کے نسب میں سولہ بادشاہ ہیں

1۔ساسان 2۔بابک۔ 3۔حاذ۔ 4۔ہرمز۔
5۔ساسان دوم۔ 6۔اسفندیار 7۔گشتاسپ۔ 8۔لہراسپ۔
9۔کیخسرو۔ 10۔کیاسین 11۔کیاہود۔ 12۔کیقباد
13۔دارا۔ 14۔مرحام۔ 15۔مرمان شو۔ 16۔منوچہر الکیان

سبحان اللہ نبوت اور ملوکیت کے خون کے حسین ترین مزاج کا نام نعمان ثابت ہے۔اسی شرافت نسبی پر جب فقاہت یعنی نبوت کی مزاج شناسی کا نور چڑھا تو اس عظمت کا اعتراف اہل اسلام نے امام اعظم کے لقب سے کرایا۔شرافت نسبی اور فقاہت نفسی نے آپ کے قلب منور میں یہ داعیہ پیدا کیا کہ اسلامی قانون کو مرتب فرمایا اور اس تفصیل اور تشریح سے مرتب فرمایا کہ قیامت تک آنے والے مسلمان اسی مینارہ نور کی روشنی سے مستفید ہو رہے ہیں اور ہوں گے۔تاریخ اسلام کی یہ روشن ترین حقیقت ہے کہ مروج اسلام کے دور میں اکثر سلاطین اسلام حنفی ہی رہے۔

اول و آخر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم انسانوں کی ہدایت کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے جو سب برحق نبی تھے لیکن ان سب میں ہمارے نبی اقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص امتیاز عطا فرمایا کہ آپ ؐ کو عالم ارواح میں سب سے اول منصب نبوت سے نوازا اور دنیا میں آپ سب نبیوں کے آخر میں ختم نبوت کا

تاج سجائے پیدا ہوئے۔ اس لئے آپ حضرات انبیاء علیہم السلام میں اول بھی ہیں اور آخر بھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کو بھی عجیب شان سے نوازا گیا۔ آئمہ اربعہ سب برحق ہیں مگران میں سب سے پہلے امام صاحبؒ کا مذہب مدون ہوا۔ اور اصحاب کشف کا بیان ہے کہ امام صاحبؒ کا مذہب ہی آخر تک رہے گا چنانچہ علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں اور میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جب باری تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ مجھ کو شریعت کے سرچشمہ پر آگاہ کر دیا تو میں نے تمام مذاہب کو دیکھا کہ وہ سب اسی سرچشمہ سے متصل ہیں اوران تمام میں سے آئمہ اربعہ علیھم الرحمۃ کے مذاہب کی نہریں خوب جاری ہیں۔ اور جو مذاہب ختم ہو چکے وہ خشک ہو کر پتھر بن گئے ہیں اور آئمہ اربعہ میں سے سب سے لمبی نہر حضرت امام ابوحنیفہؒ کی دیکھی پھر اس کے قریب قریب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی اور سب سے چھوٹی نہر حضرت امام داؤد علیہ الرحمۃ کے مذہب کی پائی۔ جو پانچویں قرن میں ختم ہو چکا ہے۔ تو اس کی وجہ میں نے یہ سوچی کہ آئمہ اربعہ رضی اللہ عنھم کے مذہب پر عمل کرنے کا زمانہ طویل رہا۔ اور حضرت امام داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی بنیاد تمام مذاہب مدونہ سے پہلے قائم ہوئی ہے اسی طرح وہ سب آخر میں ختم ہوگا اور اہل کشف کا بھی یہی مقولہ ہے۔

(مواہب رحمانی اردو ترجمہ میزان شعرانی جلد اصفحہ ۱۰۷)

کثرت مقلدین

جب امام صاحبؒ کی نہر سب سے بڑی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس سے بہت سے لوگ اور علاقے سیراب ہوئے۔ ہمارے پاک پیغمبر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات پر اپنا ایک فخریہ بھی بیان فرمایا کہ میرے اتباع کرنے والے بکثرت ہوں گے۔ ایک دفعہ تو یہ ارشاد فرمایا کہ میدان قیامت میں جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ جن میں سے اسی (۸۰) صفیں

میری امت کی ہوں گی۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷۷) گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت باقی سب نبیوں کی امتوں سے دوتہائی جنت میں جائیں گے۔ یہ بات جس طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے باعث فخر ہے تو یقیناً حضرت امام اعظم کیلئے بھی باعث فخر ہے۔ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے مذاہب اربعہ کے مقلدین میں حضرت امام اعظمؒ کے مقلدین ہمیشہ دوتہائی کے قریب رہے ہیں۔ علامہ شکیب ارسلان ۱۳۶۶ ہجری لکھتے ہیں مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہؒ کی پیرو اور مقلد ہے۔ سارے ترک اور بلقان کے مسلمان، روس اور افغانستان کے مسلمان، ہندوستان (پاک و ہند) کے مسلمان اور عرب کے اکثر مسلمان شام و عراق کے اکثر مسلمان فقہ میں حنفی مسلک رکھتے ہیں۔ حاشیہ صفحہ ۲۹ حسن المساعی)

۱۹۱۱ء کی سرکاری مردم شماری کے مطابق حنبلی ۳۰ لاکھ، مالکی ایک کروڑ شافعی دس کروڑ اور حنفی ۲۷ کروڑ سے زائد تھے۔ یعنی کل اہلسنت ۳۸ کروڑ ۳۰ لاکھ سے زائد تھے جن میں حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مقلدین ۲۷ کروڑ سے زائد تھے۔ یہ کثرت اتباع حقیقتاً امام اعظم رحمتہ اللہ کے لئے بہت بڑا فخر ہے۔ اللھم زد فزد ہاں یہ بھی یاد رہے کہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں غیر مقلدین کا کوئی خانہ نہیں ہے۔ گویا ۱۹۱۱ء تک غیر مقلدین خواہ اہل قرآن ہوں خواہ اہل حدیث، یہ قابل ذکر ہی نہیں تھے۔

عالمگیریت

باقی حضرات انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات میں سے پیغمبر اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ باقی نبی ایک ایک قوم یا ایک ایک علاقے کے نبی تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے عالمگیر نبی ہیں۔ جب آپؐ کا دین، دین عالمگیر تھا تو اس کا ہر جگہ پہنچنا ضروری تھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ملک عرب سے باہر تشریف نہیں لے گئے۔ آپؐ کی مکمل اور متواتر سنت آئمہ اربعہ کے ذریعہ مختلف علاقوں میں پھیلی۔ لیکن آئمہ ثلاثہ کے مقلدین

دنیا کے ہر ملک میں آج ہوائی جہاز کے دور میں بھی کتاب وسنت کے مدرسے قائم نہیں کر سکے۔ جبکہ فقہ حنفی کے ذریعہ کتاب وسنت خیرالقرون میں ہی ساری دنیا میں پہنچ چکی تھی۔

محدث حرم امام سفیان بن عیینہ جن کی پیدائش ۹۱ ہجری اور وفات ۱۹۸ ہجری ہے۔ فرماتے ہیں شیئان ما ظننتهما ان يجاوز القنطرة الكوفة قراءة حمزه و رای ابی حنیفه وقد بلغا الآفاق (مناقب ذہبی ۲۰) دو چیزوں کے بارے میں میں کبھی سوچتا بھی نہ تھا کہ یہ کوفہ کا پل پار کر کے باہر جائیں گی۔ حمزہ کی قرات اور ابوحنیفہؒ کی رائے اب وہ دونوں زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہیں۔ امام سفیان کا وصال ۱۹۸ ہجری میں ہے اور خیرالقرون کی حدود ۲۲۰ ہجری تک ہیں (بخاری جلد ا صفحہ ۳۶۲ حاشیہ) اس سے دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو گیا کہ خیرالقرون میں ہی خدا کا قرآن قاری حمزہ کی قرات کے ذریعہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اور متواتر سنت فقہ حنفی کے ذریعہ چار دانگ عالم میں پہنچ چکی تھی۔ نواب صدیق حسن خان مسالک الممالک کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ عباسی خلیفہ واثق باللہ ۲۲۸ ہجری نے کچھ لوگوں کو سد سکندری کا حال معلوم کرنے کے لئے چین کی آخری سرحد پر بھیجا۔ وہاں کی جو رپورٹ انہوں نے آ کر دی وہ نواب صاحب نے یوں تحریر فرمائی۔ محافظان سد کہ درآنجا بودند ہمہ دین اسلام داشتند و مذہب حنفی زبان عربی و فارسی می گفتند اما از سلطنت عباسیہ بے خبر بودند (ریاض المرتاض ۳۱۶) یعنی سد سکندری کے تمام محافظ باشندے مسلمان حنفی المذہب تھے اور عربی فارسی زبان سے واقف تھے مگر حکومت عباسیہ سے بے خبر تھے۔

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ

ان مذکورہ اور دیگر بہت سے عظمتوں کی بناء پر اہل اسلام میں آپ کا تعارف امام اعظم کے لقب سے ہوا۔

عن ابی ھریرۃؓ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اعظم الناس نصيباً في الاسلام اهل فارس لو كان الاسلام في الثريا لتنا وله

رجال من اهل فارس (تاریخ ابو نعیم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں اعظم نصیب (عظیم ترحصہ) اہل فارس کا ہے اگر اسلام ثریا ستارے پر بھی ہو تو اہل فارس کے لوگ وہاں سے لے لیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ جس طرح خدا کا قرآن سات قاریوں کی تدوین وحفت سے مکمل اور متواتر شکل میں امت میں پھیلا۔ اسی طرح حضرت نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت مکمل تدوین اور عملی تواتر سے چار اماموں کے ذریعہ امت میں پھیلی۔ یہ چار امام حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حضرت امام ملکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔ ان میں سے امام احمدؒ عرب کے شیبانی قبیلہ کے چشم و چراغ ہیں۔ امام شافعیؒ عرب کے خاص مطلبی قریشی قبیلہ کے فرزند ارجمند ہیں جبکہ امام مالکؒ عرب کے اصحی قبیلہ کے نونہال تھے۔ یہ تینوں امام عربی النسل تھے۔ اس لئے اس عظیم پیش گوئی کے مصداق قرار نہیں پا سکتے۔ ہاں ان میں سے ایک ہی امام حضرت امام ابوحنیفہؒ فارسی النسل ہیں۔ جب اہل فارس کا نصیب اسلام میں اعظم ہے تو یقیناً ان کا امام بھی امام اعظم ہے۔ اس امام کے حق میں اعظم کا لفظ زبان رسالت پر آیا۔ اور اہل اسلام میں بلا نکیر رائج ہو گیا۔ اور تاریخ اسلامی نے بھی حرف بحرف اس کی تصدیق کر دی کہ امت محمدیہ کا عظیم ترین حصہ ان کے ذریعہ ہی سنت پر عامل ہے۔

عن ابی عثمان النھدی

سمعت سلمان یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا سلمان لو کان الدین معلقا بالثریا لتنا وله ناس من اهل فارس یتبعن سنتی و یتبعون آثاری ویکثرون الصلواة علی

(تاریخ ابونعیم بحوالہ مقدمہ کتاب التعلیم ۹۷)

حضرت عثمان نہدیؒ حضرت سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سلمان اگر دین ثریا ستارے کے ساتھ بھی لٹک رہا ہو تو اہل فارس اس کو اتار لیں گے۔ اور وہ میری سنت کا اتباع کریں گے۔ میرے نقش پر چلیں گے اور کثرت سے مجھ پر درود پڑھیں گے۔

ابوحنیفہؒ

یہ حضرت امام اعظمؒ کی مبارک کنیت ہے۔ یہ کنیت نسبی نہیں بلکہ وصفی ہے جسے ابو ہریرہ اور ابوتراب وغیرہ دین اسلام کی طرف منسوب ہے۔ حضرت امام اعظمؒ نے سب سے پہلے اس دین حنیف کی تدوین فرمائی ہے۔ عربی محاورہ میں پہل کرنے والے کو اب کہتے ہیں چونکہ دین حنیف کی پہلے مکمل تدوین کا سہرا حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے سر بندھا اس لئے اہل اسلام میں آپ کی کنیت ابوحنیفہ قرار پائی تھی۔ ابو الملۃ الحنیفہ اور حنیفہ سے حنفی ایسا ہی ہے جیسے مدینہ سے مدنی۔ اس کی کنیت کی یہی وجہ علامہ جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشری ۵۳۸ھ نے اپنی کتاب شقائق النعمان فی مناقب النعمان میں تحریر فرمائی ہے۔ اور یہی وجہ امیر یمانی نے الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم میں لکھی ہے۔

مناقب

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ جس طرح حضور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر دنیا میں سب سے زیادہ کتابیں لکھی گئیں۔ امام صاحب کے مناقب پر بھی ہر مذہب والے نے کتابیں لکھیں۔

ندانم آں گل خنداں چہ رنگ و بو دارد۔ کہ مرغ ہر چمنے گفتگو او دارد

1۔ امام المحدث المورخ الفقیہ ابو العباس احمد بن اصلت الحمانی ۳۰۸ ہجری۔

2۔ الامام الحافظ المجتہد ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی ۳۲۱ ہجری۔

3۔ الامام الحافظ المحدث ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن احمد السعدی المعروف بابن ابی العوام ۳۳۵ ہجری۔

4۔ فضائل الامام ابی حنیفہ شیخ احمد بن محمد بن احمد بن شعیب المکی ۳۵۷ ہجری۔

5۔ الحافظ المحدث الناقد الامام عبداللہ بن محمد الحارثی ۳۴۰ ہجری۔

6۔ شیخ الاسلام الامام المحدث الفقیہ ابوالحسین احمد القدوری ۴۲۸ ہجری۔

7۔ الامام المحدث مؤرخ الکبیر الفقیہ القاضی ابی عبدالرحمن بن علی الصمیر ی ۴۳۶ ہجری اخبار ابی حنیفہ واصحاب۔

8۔ العلامہ جار اللہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری نے شقائق النعمان فی مناقب النعمان لکھی ۵۳۸ ہجری۔

9۔ العلامہ صدر ابی المحوید موفق الدین بن احمد المکی الخوارزمی ۵۶۸ ہجری نے مناقب الامام الاعظم تحریر فرمائی۔

10۔ الامام المحدث الکبیر الفقیہ المجتہد الامام ظہیر الدین المرغینانی صاحب الہدایہ ۵۹۱ ہجری۔

12-11 الشیخ الامام شرف الدین ابوالقاسم بن عبدالحلیم العینی القرشی المکی نے دو کتابیں لکھیں ۔ قلائد عقود الدرر والعقیان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان اور الروضۃ العالیۃ المنیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ۔

13۔ الشیخ محی الدین عبدالقادر القرشی ہجری نے البستان فی مناقب النعمان لکھی۔

14۔ الشیخ مؤرخ ابن المظفر یوسف بن قزاغلی المبطہ اوری نے کتاب الانتصار لامام آئمۃ الامصار لکھی۔

15۔ الامام محمد بن الکردری المعروف بالبزازی نے ۸۶۷ ہجری نے مناقب میں زبردست کتاب لکھی۔

16۔ مؤرخ ابن خلکان نے تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان لکھی۔

17۔ الامام ابوعمر بن عبدالبر المالکی نے الانتقاء میں مفصل تذکرہ لکھا ۳۲۸۔

18۔ خلیب بغدادی نے تاریخ بغداد جلد ۱۳ پر امام صاحب کے مفصل مناقب بیان کیے۔ مگر بعد میں ایسے مثالب بھی لکھے کہ امام صاحب کا اسلام بھی ثابت نہ ہو۔ اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں باتیں ایک شخص میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ کہ وہ افضل ترین انسان بھی ہو۔ اور بدترین خلائق بھی ہو یقیناً ان میں سے ایک ہی بات صحیح ہوگی اب دیکھنا ہے کہ امت نے اجماعاً کس بات کو قبول کیا اور کس کو رد کیا۔ تو امت نے اجماعاً آپ کے مناقب کو قبول فرمایا اور مثالب کو رد فرمایا تو باجماع امت امام کے مناقب مجمع علیہ متواتر قرار پائے اور آپ کے مثالب شاذ و منکر قرار پائے۔

19۔ امام ابن حجر مکی الشافعی نے الخیرات الحسان کے نام سے امام صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔

20۔ علامہ جلال الدین السیوطی الشافعی نے تبییض الصحیفہ لکھی۔

21۔ شیخ الامام ابی عبداللہ محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی الشافعی نے عقود الجمان لکھی۔

22۔ حضرت علی قاری ۱۰۱۴ ہجری میں مناقب امام اعظم تحریر فرمائی الغرض امام کی سیرت میں جو کتابیں لکھی گئیں اگر صرف ان کے نام ہی لکھیں جائیں تو وہ ایک مستقل کتاب تیار جو جائے گی۔ یہ دراصل امت کی طرف سے امام صاحبؒ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ حال ہی میں المحدث الناقد حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی مدظلہ کی مکانۃ ابی حنیفۃ فی الحدیث چھپ کر آئی ہے جس میں امام صاحب کی شان محدثیت کی آفتاب نیمروز کی طرح واضح فرمایا۔

اکابرین امت کی رائے

خلیب بغدادیؒ

خلیب بغدادیؒ نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ سے کہا کیا آپ نے امام ابوحنیفہؒ کو دیکھا ہے؟ امام مالکؒ نے فرمایا ہاں۔ وہ ایسے زبردست آدمی تھے اگر تیرے ساتھ اس ستون کے سونا ہونے پر کلام کرتے تو دلائل سے غالب آجاتے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے (علماء) کی ایک جماعت کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کو جواب دیا اور ان کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار فرمایا۔ اس شخص نے کہا کہ ابوحنیفہؒ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ فرمایا سبحان اللہ ان جیسا میں نے کبھی نہیں دیکھا خدا کی قسم اگر وہ اس ستون کے سونا ہونے پر عقلی دلائل پیش کرتے تو اپنی بات میں غالب آجاتے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ کے پاس تشریف لے گئے تو امام مالکؒ نے ان کی بڑی عزت کی (اور ان کو اپنی مسند پر بٹھایا) اور جب وہ تشریف لے گئے تو فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ حاضرین نے عرض کیا نہیں، فرمایا یہ امام ابوحنیفہؒ ہیں جن کا نام نعمان ہے اگر یہ اس ستون کے سونا ہونے پر دلیل قائم کریں تو حجت تام کر دیں فقہ ان کی طبیعت بن چکی ہے اور اس بارے میں ان پر کوئی مشقت نہیں۔ پھر امام ثوریؒ تشریف لائے تو ان کی بھی عزت کی گئی اور اپنی جگہ پر بٹھایا لیکن وہ جگہ اس جگہ سے کم درجہ تھی جہاں امام ابوحنیفہؒ کو بٹھایا تھا۔ پھر جب وہ تشریف لے گئے تو ان کی فقاہت اور تقوٰی کا تذکرہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا اور وہ (خیر کی) نشانی تھے کسی نے (اعتراضا) کہا خیر کی یا شر کی۔ آپؒ نے فرمایا خاموش رہ اے للاں، شر کے لئے لفظ غایہ استعمال ہوتا ہے آیہ یعنی نشانی خیر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ اگر رائے کی ضرورت ہو تو امام مالکؒ اور سفیانؒ اور امام ابوحنیفہؒ کی رائیں درست ہیں ان سب میں امام ابوحنیفہؒ سب سے زیادہ فقہ اور اچھے فقیہ تھے اور باریک بین اور فقہ میں زیادہ غور وخوض کرنے والے تھے۔

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں کسی موضوع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہ ملے تو ہم ابوحنیفہؒ کے قول کو حدیث کے قائم مقام سمجھتے ہیں۔

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ وہ ایک دن لوگوں سے اس طرح حدیث بیان کر رہے تھے حدثنی النعمان بن ثابت (حدیث بیان کی مجھ سے نعمان بن ثابت نے) مجلس والوں میں سے کسی نے کہا کون نعمان بن ثابت؟ فرمایا ابوحنیفہؒ جو علم کا مغز تھے۔ یہ سن کر بعض لوگوں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ تو ابن مبارکؒ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا اے لوگو تم آئمہ کے ساتھ بے ادبی اور جہالت کا معاملہ اختیار کرتے ہو۔ تم علم اور علماء کے مرتبہ سے جاہل ہو امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی قابل اتباع نہیں کیونکہ وہ متقی پرہیزگار ہیں مشتبہ چیزوں سے بچنے والے ہیں۔ علم کے (پہاڑ) ہیں وہ علم کو ایسا کھولتے ہیں کہ ان سے پہلے کسی نے اپنی باریک بینی اور ذکاوت سے ایسا نہیں کھولا۔ پھر قسم اٹھائی کہ میں تم سے ایک ماہ تک حدیث بیان نہیں کروں گا۔

امام شافعیؒ

امام شافعیؒ فرماتے ہیں اور یہ حرملہ کی روایت ہے کہ جو شخص فقہ میں کامل بننا چاہے وہ ابوحنیفہؒ کے عیال (بچوں) میں شامل ہو جائے کیونکہ فقہ ان کے موافق کردی گئی ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے امام ابوحنیفہؒ کی کتب کا مطالعہ نہیں کیا وہ علم میں کمال حاصل نہیں کر سکتا اور نہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت ابن عیینہؒ

حضرت ابن عیینہؒ فرماتے ہیں جو علم مغازی کا ارادہ کرے وہ مدینہ منورہ جائے اور جو مسائل حج سیکھنا چاہے وہ مکہ مکرمہ جائے اور جو فقہ حاصل کرنا چاہے وہ کوفہ کو لازم پکڑے اور امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں کو لازم پکڑے۔

حضرت سفیان ثوریؒ

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنیفہؒ کی مخالفت کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ امام صاحبؒ سے زیادہ قدر و منزلت حاصل کرے اور ان سے زیادہ علم حاصل کرے اور یہ دونوں کام ممکن نہیں۔ (لہٰذا بے وقوفوں کے علاوہ امام صاحبؒ کی کوئی مخالفت نہیں کرتا)۔

اور جب امام ابوحنیفہؒ اور حضرت سفیان ثوریؒ دونوں حج کو تشریف لے گئے تو سارے راستہ میں حضرت سفیان ثوریؒ امام صاحبؒ کو آگے چلاتے تھے اور خود پیچھے چلتے تھے اور جب کوئی سوال کرتا تو خاموش رہتے تھے صرف امام صاحبؒ جواب دیتے تھے۔

ایک شخص نے حضرت سفیان ثوریؒ کے تکیہ کے نیچے امام ابوحنیفہؒ کی کتاب الرھن رکھی دیکھی تو پوچھا کہ آپ امام ابوحنیفہؒ کی کتاب کو دیکھتے ہو؟ فرمایا ہاں کاش کے میرے پاس امام ابوحنیفہؒ کی ساری کتابیں ہوتیں میں ان کا مطالعہ کرتا پھر میرے سے کوئی مسئلہ پوشیدہ نہ رہتا۔ لیکن تم انصاف نہیں کرتے۔

قاضی ابو یوسفؒ

قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوریؒ مجھ سے زیادہ امام ابوحنیفہؒ کی اتباع کرنے والے تھے۔

حضرت سفیان ثوریؒ نے ایک دن حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے امام ابوحنیفہؒ کے اوصاف بیان فرمائے کہ بے شک وہ ایسے علم پر سوار تھے جو نیزے کی نوک سے زیادہ تیز تھا، خدا کی قسم وہ علم کو اہتمام سے لینے والے تھے۔ حرام سے بھاگنے والے تھے، اپنے اہل شہر کے تعامل کا اتباع کرتے تھے، وہ سوائے حدیث صحیح کے کسی اور کو لینا حلال نہیں سمجھتے تھے، حدیث کے ناسخ و منسوخ کو خوب اچھی طرح پرکھتے تھے، وہ ثقہ لوگوں سے حدیث لیتے تھے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو لیتے اور اجماع حق میں علماء اہل کوفہ جس پر متفق پاتے اس کا اتباع کرتے اور اس کو اپنا مذہب بنا لیتے۔ بعض لوگوں نے (بلاوجہ) ان کی تنقیص کی ہے ہم ان سے خاموش ہیں ان کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طلب گار ہیں۔

امام اوزاعیؒ

امام اوزاعیؒ نے ابن مبارکؒ سے کہا یہ کون بدعتی شخص ہے جو کوفہ میں ظاہر ہوا ہے جس کی کنیت ابوحنیفہؒ ہے؟ میں نے امام صاحبؒ کے مشکل ترین مسائل میں سے کچھ مسائل ان کو دکھائے جب انہوں نے وہ مسائل دیکھے کہ یہ نعمان بن ثابت کی طرف منسوب ہیں تو پوچھا یہ کون شخص ہے؟ میں نے کہا یہ ایک شیخ ہیں جن سے میں عراق میں ملا تھا۔ فرمایا یہ تو بہت زیادہ ذہین و فطین شیخ ہیں جاؤ ان سے اور علم حاصل کرو، میں نے عرض کیا یہ وہی ابوحنیفہؒ ہیں جن سے آپ نے منع فرمایا تھا پھر جب مکہ میں حج کے موقع پر امام اوزاعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ جمع ہوئے انہی مسائل میں گفتگو ہوئی امام صاحبؒ نے ان کی اس سے بھی زیادہ تشریح کی جو ابن مبارکؒ کے پاس لکھی ہوئی تھی۔ جب دونوں جداء ہوئے تو اوزاعی نے ابن مبارک سے کہا مجھے اس شخص (یعنی ابوحنیفہؒ) نے رشک میں ڈال دیا ہے کثرت علم کی وجہ سے اور حضور عقل کی وجہ سے میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ میں غلطی پر تھا اس شخص کو لازم پکڑو جو مجھے پہنچا تھا یہ اس کے خلاف نکلا (یعنی لوگوں نے حاسدوں نے مجھے غلط خبر دی تھی)۔

حضرت ابن جریجؒ

حضرت ابن جریجؒ کو جب امام ابوحنیفہؒ کے علم اور شدت تقویٰ اور حفاظت دین اور حفاظت علم کی خبر ملی تو فرمایا کہ ان کی علم میں بلند شان ہوگی۔ ایک دن کسی نے ان کے سامنے نعمان کا تذکرہ کیا تو فرمانے لگے خاموش ہو جاؤ بے شک وہ بڑے فقیہ ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ تقویٰ اور زہد اور ایثار آخرت میں ایسے مقام پر ہیں کہ کوئی دوسرا اس جگہ نہیں پہنچ سکا جب منصور نے انہیں عہدہ قضاء پیش کیا تو انہوں نے اس کو قبول نہ فرمایا جس کی وجہ سے ان کو کوڑے لگائے گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل کرے اور ان سے راضی ہو۔

محدث یزید بن ہارون

محدث یزید بن ہارونؒ سے کسی نے کہا کہ آپ امام ابوحنیفہؒ کی کتاب دیکھتے ہیں؟ فرمایا ان کی کتابیں دیکھا کرو کیونکہ میں نے کسی فقیہ کو نہیں دیکھا جو ان کی کتابیں دیکھنے کو ناپسند کرتا ہو۔

امام ثوریؒ

امام ثوریؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی کتاب الرھن حاصل کرنے کی بہت کوشش کی حتیٰ کہ اسے نقل کر لیا۔ ان سے کسی نے کہا کہ آپ کو امام مالکؒ کی رائے امام ابوحنیفہؒ کی رائے سے زیادہ پسند ہے۔ (پھر آپ ان کی کتاب کیوں دیکھتے ہیں؟) فرمایا امام مالکؒ کی مؤطا لکھو کیونکہ اس میں تنقید رجال ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ساتھیوں سے فقہ لکھو کیونکہ یہ لوگ اسی لئے پیدا کئے گئے تھے (یعنی فقہ میں کمال حاصل کرنا انہی لوگوں کا حصہ ہے)۔

خطیب بغدادیؒ بعض آئمہ زہاد سے نقل کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہؒ کے لئے دعا کریں انہوں نے سنت (یعنی

حدیث) اور فقہ کو محفوظ کیا ہے۔

لوگ حسد اور جہالت کی وجہ سے ان کے بارے میں جو چاہیں بکواس کریں (جیسا کہ آج کل غیر مقلد کرتے ہیں) لیکن وہ میرے نزدیک بہت اچھے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اندھاپن اور جہالت سے نکلنا چاہے اور یہ چاہے کہ فقہ کی حلاوت اسے حاصل ہو اس کو چاہیے کہ امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرے۔

حضرت مکی بن ابراہیمؒ

حضرت مکی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانے کی سب سے بڑے عالم تھے۔

یحییٰ بن سعید القطانؒ

یحییٰ بن سعید القطانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بہتر رائے کسی کی نہیں سنی، اس لئے فتاویٰ دینے میں ان کے قول کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

نضر بن شمیلؒ

نضر بن شمیلؒ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ سے غافل سوئے ہوئے تھے امام ابوحنیفہؒ نے ان کو جگایا، اس کی وضاحت اور شرح کی۔

محدث مسعر بن کدامؒ

محدث مسعر بن کدامؒ فرماتے ہیں کہ جس نے امام ابوحنیفہؒ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بنایا مجھے امید ہے کہ اس پر کوئی خوف نہیں اور نہ اس نے اس میں افراط سے کام لیا۔

لوگوں نے کہا حضرت آپ نے باقی لوگوں کی رائے کو چھوڑ کر صرف ان کی رائے کو کیوں لے لیا؟ فرمایا زیادہ صحیح ہونے کی وجہ سے تم ان سے بہتر کسی کی رائے لے آؤ میں اس کی طرف راغب ہو جاؤں گا۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے مسعر بن کدامؒ کو امام ابوحنیفہؒ کے حلقہ کے وسط میں دیکھا مسائل پوچھتے تھے اور استفادہ کرتے تھے اور فرماتے تھے میں نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔

معمرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ فقہ میں اچھی کلام کرنے والا، اور ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر اچھی طرح قیاس کرنے والا نہیں دیکھا اور نہ ہی ان سے بہتر حدیث کی شرح کرنے والا دیکھا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ فقہ میں معروف تقویٰ میں مشہور، وسعت مال والے تھے۔ اپنے ہم مجلسوں پر خوب خرچ کرتے تھے، دن رات دین کی تعلیم میں مشغول تھے، کم گو تھے حرام وحلال مسائل کا جواب حق کے بغیر نہیں دیتے تھے۔ حکومت اور حکومت کے عہدوں سے بھاگنے والے تھے (یعنی پسند نہ کرتے تھے)۔

قاضی ابو یوسفؒ

قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے لئے اپنے والدین سے پہلے دعا کرتا ہوں اور میں نے امام ابوحنیفہؒ سے سنا تھا کہ میں اپنے استاذ حمادؒ کے لئے اپنے والدین کے ساتھ دعا کرتا ہوں اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہؒ کو فقہ، علم، سخاوت، اچھے اخلاق سے زینت بخشی تھی وہ اخلاق جو قرآن میں ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ پہلے علماء کے قائم مقام تھے، لیکن خدا کی قسم ان کی نظیر اور مثل ان کے بعد ساری زمین پر نہیں ملتی۔

محدث اعمشؒ

محدث اعمشؒ سے سوال کیا گیا تو فرمایا اس کا بہتر جواب امام ابوحنیفہؒ ہی دے سکتے ہیں میرے خیال میں ان کے علم میں برکت دی گئی ہے۔

محدث وکیعؒ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہؒ سے بڑا نہ فقیہ دیکھا اور نہ کسی کو

ان سے اچھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

یحییٰ بن معینؒ

امام حافظ ناقد رجال یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ فقہاء صرف چار ہیں۔ 1۔ (امام اعظم) امام ابوحنیفہؒ وسفیانؒ و مالکؒ واوزاعیؒ اور میرے نزدیک قرات امام حمزہؒ کی قرات ہے اور فقہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ ہے۔ (یعنی سب سے افضل ہے) میں نے لوگوں کو بھی اسی پر پایا۔ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا سفیانؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت نقل کی ہے؟ فرمایا ہاں، وہ ثقہ اور صدوق تھے فقہ میں اور حدیث میں اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں مامون تھے۔

ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں قاضی حسن بن عمارہؒ کو دیکھا کہ امام ابوحنیفہؒ کے گھوڑے کی رکاب کو پکڑتے ہوئے یہ فرمارہے تھے خدا کی قسم میں نے ان سے زیادہ فقہ میں فصیح و بلیغ کلام کرتے کسی کو نہیں دیکھا اور نہ صابر اور نہ حاضر جواب، یہ اپنے وقت کے سید الفقہاء ہیں ان کی شان میں سوائے حاسدوں کے کوئی بکواس نہیں کرتا۔

محدث شعبہؒ

محدث شعبہؒ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہؒ حسن الفہم اور جید الحفظ تھے، لوگوں نے آپ سے اس چیز میں جھگڑا کیا جس کے وہ زیادہ جاننے والے تھے، خدا کی قسم وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا جلد بدلہ پائیں گے۔ اور امام شعبہؒ امام ابوحنیفہ کے لئے رحم کی دعا کیا کرتے تھے۔

یحییٰ بن معینؒ سے سوال کیا گیا کہ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں فرمایا، وہ ثقہ ہیں میں کسی کو ان کی تضعیف کرتے نہیں سنا، یہ امام شعبہ ہیں جو ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حدیث بیان کریں اور حکم کریں، ابوایوب سختیانیؒ نے ان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے وہ صالح ہیں فقیہ ہیں۔

ابن عوفؒ

ابن عوفؒ کے پاس کسی نے کہا کہ ابوحنیفہؒ عجیب آدمی ہے ایک بات کہتا ہے پھر دوسرے دن اس سے رجوع کر لیتا ہے اس پر انہوں نے فرمایا یہ ان کے تقوی کی دلیل ہے۔ وہ غلطی سے حق کی طرف رجوع کر لیتے ہیں اگر وہ متقی پرہیزگار نہ ہوتے تو اپنی غلطی کی حمایت کرتے اور اس سے اعتراضات کو دفع کرتے۔

حماد بن یزیدؒ

حماد بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ محدث عمر بن دینار کے پاس آتے (استفادہ میں مشغول ہو جاتے) لیکن جب امام ابوحنیفہؒ تشریف لے آتے تو وہ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہم کو چھوڑ دیتے تا کہ ہم بلا واسطہ ان سے سوال کریں تو ہم ان سے سوال کرتے اور وہ ہم سے احادیث بیان کرتے۔

حافظ عبدالعزیز بن ابی رواد

حافظ عبدالعزیز بن ابی روادؒ فرماتے ہیں جو شخص امام ابوحنیفہؒ سے محبت رکھے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے۔

ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے امام ابوحنیفہؒ ہیں، جو شخص ان سے محبت رکھے اور دوستی رکھے ہم اسے اہل سنت جانتے ہیں اور جو ان سے بغض رکھے ہم انہیں بدعتی بدمذہب (یعنی غیر مقلد) جانتے ہیں۔

محدث خارجہ بن مصعبؒ

محدث خارجہ بن مصعبؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ باقی فقہاء میں چکی کے مرکز یعنی قطب کی طرح ہیں یا نقاد کی مشابہ ہیں جس سے سونا پرکھا جاتا ہے۔

حافظ محمد بن میمونؒ

حافظ محمد بن میمونؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں نہ کوئی ان سے بڑا عالم تھا، نہ پرہیزگار، اور نہ زاہد، نہ عارف اور نہ فقیہ خدا کی قسم ان سے حدیث سننا مجھے ہزار دینار سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ابراہیم بن معاویہ ضریرؒ

ابراہیم بن معاویہ ضریرؒ فرماتے ہیں دین اور سنت کی تکمیل کی علامت امام ابو حنیفہؒ سے محبت ہے وہ انصاف کی تعریف کرتے اور انصاف کے مطابق کلام کرتے، انہوں نے لوگوں کیلئے علم کا راستہ واضح کر دیا اور مشکلات کو حل کر دیا۔

اسد بن حکیمؒ

اسد بن حکیمؒ فرماتے ہیں کہ جاہل اور بدمذہب کے علاوہ امام ابوحنیفہؒ کی کوئی برائی بیان نہیں کرتا۔

ابوسلیمانؒ

ابوسلیمانؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ عجائبات کا مجموعہ تھے ان کے کلام سے وہی شخص منہ پھیرے گا جو ان کے کلام کو سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

ابوعاصمؒ

ابوعاصمؒ فرماتے ہیں خدا کی قسم امام ابوحنیفہؒ میرے نزدیک ابن جریجؒ سے زیادہ فقیہ ہیں۔ میری آنکھوں نے فقہ میں ان سے زیادہ مشغول کسی کو نہیں دیکھا۔

امام داؤد طائیؒ

امام داؤد طائیؒ کے پاس کسی نے امام ابوحنیفہؒ کا ذکر کیا تو فرمایا آپ ایسا ستارہ ہیں

جس سے دلت کا مسافر راستہ پاتا ہے اور ایسا علم جس کو ایمان والوں کے دل قبول کرتے ہیں۔

قاضی شریکؒ

قاضی شریکؒ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہؒ اکثر اوقات خاموش رہتے تھے۔ بہت سوچنے والے مسائل میں باریک بین، علم عمل مناظرہ میں لطیف استخراج فرماتے، اگر کوئی طالب علم غریب ہوتا تو اس کو مالدار کر دیتے۔ جب کوئی آپ سے علم سیکھتا تو فرماتے غنا اکبر کی طرف پہنچ گیا ہے کیونکہ تو نے حرام وحلال کے مسائل سیکھ لئے۔

خلف بن ایوبؒ

خلف بن ایوبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ان سے صحابہ کرامؓ کو ملا ان سے تابعین کو ان سے امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ساتھیوں کو، اب جس کا دل چاہے خوش ہو اور جس کا دل چاہے ناخوش ہو (یعنی حسد میں مر جائے تو مر جائے)۔

بعض آئمہ سے کہا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ صرف امام ابوحنیفہؒ کی تعریف کرتے ہیں کسی دوسرے کی تعریف نہیں کرتے، فرمانے لگے ان کے مرتبہ کو کوئی دوسرا نہیں۔ کیونکہ جتنا ان کے علم سے عوام کو فائدہ ملا ہے کسی کے علم سے اتنا فائدہ نہیں ملا، اس لئے میں صرف انکا ذکر کرتا ہوں تاکہ لوگ ان سے محبت کریں اور ان کے لئے دعائیں کریں۔



امام صاحبؒ کی خصوصیات جن کی وجہ سے آپ بعد والوں سے ممتاز رہے

1۔ ان خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ آپؒ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کی زیارت کی ہے، جس کی وجہ سے آپ اس حدیث کے مصداق ٹھہرے جو متعدد طریقوں سے سند صحیح کے ساتھ ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خوشخبری ہے ان کے لئے جنہوں مجھے دیکھا اور جنہوں نے میرے دیکھنے والوں (یعنی صحابہؓ) کو دیکھا اور جنہوں نے ان کو (یعنی تابعین) کو دیکھا۔

2۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ امام صاحبؒ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرن میں پیدا ہوئے، اس وجہ سے اس فضیلت کے مستحق ہوئے جو سند صحیح سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر اس سے متصل زمانہ کے پھر جو اس سے متصل زمانہ کے ہوں۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ بہتر لوگ اس صدی کے ہیں جس میں میں موجود ہوں پھر جو اس سے متصل پھر جو اس سے متصل ہوں۔

3۔ تیسری خصوصیت یہ ہے کہ امام صاحبؒ نے تابعینؒ کے زمانہ میں اجتہاد اور فتوٰی کا کام شروع کر دیا تھا بلکہ آپ کے پختہ علم ہونے کی یہی وجہ کافی ہے کہ جب محدث اعظم حضرت امام اعمشؒ حج کے لئے تشریف لے جانے لگے تو آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے لئے حج کے مسائل تحریر فرمائیں اور لوگوں سے فرماتے کہ امام ابوحنیفہؒ سے حج کے مسائل لکھو۔ میرے علم میں امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ فرائض اور نوافل کے مسائل کو جاننے والا کوئی نہیں۔

4۔ چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ آپ سے آپ کے اکابر شیوخ نے روایت کی ہے جیسے

محدث عمرو بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ خلیفہ منصور کے پاس تشریف لے گئے تو موسیٰ بن عیسیٰ نے کہا اے امیر المومنین یہ آج دنیا میں سب سے بڑے عالم شمار ہوتے ہیں تو خلیفہ نے امام صاحبؒ سے پوچھا کہ آپ نے کن لوگوں سے علم حاصل کیا؟ تو اس پر امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے شاگردوں سے اور حضرت علیؓ کے شاگردوں سے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں سے اس پر خلیفہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا واہ واہ آپ نے تو اپنے لئے خوب مضبوط علم حاصل کیا ہے۔

-5 پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ جس قدر آپ کے شاگرد ہوئے آپ کے بعد کسی کے اتنے شاگرد نہیں ہوئے ایک شخص نے امام وکیعؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ابوحنیفہؒ نے غلطی کی تو امام وکیعؒ نے اس کو ڈانٹا اور فرمایا ایسا کہنے والا کوئی جانور ہی ہوسکتا ہے یا وہ جو جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ ہو۔ امام ابوحنیفہؒ کیسے غلطی کر سکتے ہیں جب کہ ان کے پاس فقہاء میں مثل قاضی ابو یوسفؒ و محمد بن شیبانیؒ جیسے موجود ہوں اور محدثین میں سے فلاں فلاں موجود ہیں اور آئمہ لغت و عربیت کے جاننے والے فلاں فلاں موجود ہیں اور متقی پرہیز گاروں میں حضرت فضیل بن عیاضؒ اور داؤد طائیؒ جیسے موجود ہیں۔ ان سب کی موجودگی میں امام صاحبؒ غلطی نہیں کر سکتے۔

-6 چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے سب سے پہلے علم فقہ کو مدون کیا اور ان کو ابواب کی ترتیب دی جس طرح آج تک چل رہا ہے امام مالکؒ نے بھی اپنی مشہور زمانہ کتاب مؤطا میں انہی کا اتباع کیا جبکہ لوگ آپؒ سے پہلے صرف زبانی حفظ پر بھروسہ کر لیتے تھے اور امام ابوحنیفہؒ نے ہی سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط تحریر فرمائی۔

-7 ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ جس طرح آپ کا مذہب پھیلا ہے کسی دوسرے امام کا

مذہب اس قدر نہیں پھیلا۔ جیسے ہند، سندھ، روم اور ماہ وراء النہر کے سارے علاقے، (اور آئمہ اربعہؒ کے مقلدین میں سے نصف سے زائد مقلدین صرف امام ابوحنیفہؒ کے ہیں اور ایک تہائی تعداد تین آئمہؒ کے مقلدین کی ہے۔(مترجم))

8۔ آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ آپ اپنی کمائی سے اپنے علاوہ علماء کرام پر خوب خرچ فرماتے تھے اور کسی سے بدلہ وغیرہ بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ باوجود ان کی کثرت عبادت اور زہد اور کثرت حجوں اور عمروں کے یہ کمالات ان خصوصیات کے علاوہ ہیں جس کا ذکر علماء نے بڑی کتابوں میں کیا ہے۔

9۔ نویں خصوصیت یہ ہے کہ آپؒ کی موت مظلومیت کی حالت میں آئی۔ آپ قید میں بند تھے اور زہر دیا گیا تھا جیسا کہ تفصیل کے ساتھ علامہ ابن حجر کی شافعیؒ نے الخیرات الحسان میں تحریر کیا ہے امام اعظمؒ کی چند باتیں، چند خصوصیات، چند مناقب اکابرین کے کلام سے نقل کر دی ہیں۔ خصوصاً استاذ مکرم مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑویؒ سے اللہ تعالیٰ تمام اکابرین کی قبروں کو نور سے بھر دے آمین۔

طالب دعاء

عبدالغنی طارق لدھیانوی

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور

استاذ حدیث ومدیر جامعہ حمیرا للبنات

رحیم یار خان پاکستان

مقدمہ

الحمد لله وحده والصلواة والسلام علی النبی واصحابه وعلٰی ابی حنیفة واحبابه

اما بعد وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من یرد الله به خیراً یفقهه فی الدین (بخاری)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ اور فقاہت عطا فرماتے ہیں۔

یہ حدیث درج ذیل کتب میں منقول ہے:

بخاری ، مسلم ، مسند احمد ، دارمی ، طبرانی ، بغوی ، کنزل العمال ، در منثور ، مصنف ابن ابی شیبه ، مجمع الزوائد ، امالی الشجری ، مشکوة ، مشکل الآثار للطحاوی ، اتحاف ، کامل ابن عدی ، فقیه خطیب بغدادی ، التاریخ الکبیر للبخاری ، شرح السنه للبغوی ، موارد الظمان للهیثمی ، الزهد لاحمد بن حنبل ، حلیة الاولیاء لابی نعیم ، السلسة الصحیحة لالبانی ، مسند الربیع بن حبیب ، ابطال الحِیَل لابن بطه ، قرطبی ، تفسیر ابن کثیر ، البدایه والنهایه ،تاریخ اصبهان لا بی نعیم ، الاسماء والصفات للبیهقی.

حافظ ابن حجر العسقلانی الشافعی المتوفیٰ ۸۵۲ھ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

وفی ذالک بیان ظاهر لفضل العلماء اس حدیث میں وضاحت کے ساتھ علماء کی سب لوگوں پر اور تفقہ فی الدین کی تمام علوم پر فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت وعلم دے کر مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے زور کی بارش جو زمین پر برسی ہو اور زمین کا ایک وہ بہترین اور قابل زراعت ٹکڑا ہے جس نے پانی کو خوب جذب کر لیا اور گھاس پات خوب اگایا (جس سے انسانوں اور جانوروں کی اکثر ضرورتیں پوری ہوئیں) اور زمین کا ایک وہ حصہ ہے جو سخت ہے اس سے کوئی چیز تو اگتی نہیں لیکن اس حصہ میں پانی خوب جمع ہو گیا اور اس جمع شدہ پانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع بخشا کہ وہ خود بھی پیتے ہیں اور جانوروں کو بھی پلاتے ہیں۔ اور کھیتی کو سیراب کرتے ہیں اور زمین کا ایک اور حصہ جو بالکل چٹیل ہے نہ تو وہ پانی کو روک سکتا ہے اور نہ گھاس وسبزہ وغیرہ اگانے کی صلاحیت اس میں موجود ہے۔

پھر ارشاد فرمایا

فذالک مثل من فقہ فی دین اللّٰہ فنفعہ بما بعثنی اللّٰہ بہ فعلم وعلم و مثل من لم یرفع بذالک راسا ولم یقبل ھدی اللّٰہ الذی ار سلت بہ (بخاری صفحہ ۱۹ جلد ۱ مسلم صفحہ ۲۴۷ جلد ۲ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸)

اس حدیث میں زمین کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں آخری مثال تو ان لوگوں کی ہے جو محروم ہیں اور نہ مجتہد بلکہ غیر مقلد ہیں۔ جو قرآن وحدیث سے خود ہدایت کا راستہ پا سکتے ہیں اور نہ کسی ہدایت یافتہ مجتہد کی تقلید کر کے راہ نجات حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں جس کی وجہ سے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

دوسری مثال محدثین کرام کی ہے اور پہلی مثال فقہاء کرام کی ہے جن کے دلوں کی سرزمین طائفہ طیبہ کا مصداق ہے اور وہ اپنے سینوں اور دلوں میں اس روحانی بارش اور وحی الٰہی کو اچھی طرح جذب کرتے ہیں اگر چہ وہ بارش اس قطعہ ارضی پر اصلی شکل پر تو نہیں رہتی مگر اسی کی وجہ سے اس عمدہ زمین سے ساگ پات گھاس و اناج سبزی و ترکاری پھل و پھول اور دیگر مختلف اجناس کی شکل میں متعدد چیزیں اگتی ہیں اور پیدا ہوتی

ہیں۔ جن کو انسان بھی اور حیوان بھی استعمال کرتے اور اپنے مصرف میں لا کر اپنی مختلف قسم کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ پانی بھی اپنی جگہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ مگر صرف پانی سے تمام ضرورتیں تو ہرگز پوری نہیں ہو سکتیں اسی پانی کے ذریعے جب مختلف قسم کے سبزہ زار اور لہلہاتی ہوئی کھیتیاں معرض وجود میں آئیں گی تو اس سے فائدہ مرتب ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔

اسی طرح فقہائے کرام بھی اس وحی الٰہی کو جذب کر کے اس سے سینکڑوں اور ہزاروں مسائل استنباط کرتے ہیں جن سے پوری دنیا کو عظیم فائدہ نصیب ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص زمین کے اس قطعہ پر یوں اعتراض اور حرف گیری کرے کہ اس نے تو پانی کو محفوظ ہی نہیں رکھا یہ تو بڑی ناکارہ زمین ہے تو اس اعتراض کی عقلی نقلی دنیا میں ہرگز کوئی وقعت نہ ہوگی بلکہ یہ کہنا عین انصاف ہے کہ اس زمین کی قدر و منزلت باقی حصوں سے بہت زیادہ ہے کیونکہ اس نے مختلف ضروریات کی کفالت کی ہے اور یہی حال فقہاء کرام کی بے لوث خدمات کا ہے کیونکہ نصوص صریحہ تمام مسائل و نوازل کی جزئیات کیلئے ناکافی ہیں۔

کما قال علامہ ابن الخلدون فی مبحث الفقہ مقدمہ ص ۴۴۵۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا مقصد ہی ان سے فقہ حاصل کرنا ہے جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم کی روایت جس کو دارمی جلد اص ۷۵ پر آپ کا یہ ارشاد

فرب حامل فقه لا فقه له ورب حامل فقه الیٰ من هوا فقه منه

بسا اوقات خود حامل فقہ (حدیث) کو فقاہت حاصل نہیں ہوتی اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ حامل فقہ اعلیٰ درجہ کا فقیہ نہیں ہوتا اور وہ اسی طرح اس کو پہنچا دے گا جو فقیہ تر ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کے بعد حدیث کا درجہ ہے۔ کیونکہ حدیث مسلمانوں کا قیمتی اثاثہ اور دین کا مدار ہے مگر حدیث کے لئے دو چیزوں کی سخت ضرورت ہے ان کے بغیر حدیث سے استفادہ ناممکن ہے۔

ایک سند روایت اور دوسری معنی و درایت جس طرح ہم حدیث کے صحت و صدوق کے معلوم کرنے میں امام بخاریؒ و دیگر محدثین کے قائم کردہ اصول و قواعد کے

محتاج ہیں اور اس میدان میں ان کی تحقیق پر اعتماد کو کفر و شرک نہیں کہتے۔ اور نہ ہی بدعت سے تعبیر کرنا عقل مندی ہے بعینہ اسی طرح احناف امام ابوحنیفہؒ اور شوافع امام شافعیؒ اور حنابلہؒ امام احمد بن حنبلؒ اور مالکیہ امام مالکؒ پر قرآن و حدیث کا معنی و درایت اور استنباط مسائل کے بارے میں وضع کیے ہوئے اصول و قواعد میں ان پر اعتماد کرتے ہیں اور اسی کا نام تقلید ہے۔ جس طرح قرات و الفاظ قرآن میں کسی ایک قاری کی تقلید کرنا اور الفاظ و سند حدیث میں محدثین کی تقلید کرنا کفر و شرک نہیں۔ اسی طرح قرآن و حدیث کا معنی و مفہوم سمجھنے میں فقہاء کی تقلید کو کیونکر شرک ناروا اور بدعت قرار دیا جاسکتا ہے۔ علماء کے یہ تینوں طبقے حفاظت دین متین کیلئے جزو لاینفک کی طرح ہیں اور تینوں طبقے رہنمائے دین اور مقتدائے اسلام ہیں۔ قراء اور محدثین چونکہ دونوں الفاظ دین کے محافظ ہیں اس لئے یہ دونوں ایک طبقہ کی طرح ہیں۔ اگر ایک طبقہ و گروہ نے روایت کی حفاظت کی ہے تو دوسرا گروہ و طائفہ منزل کا نگہبان رہا ہے۔ اگر ایک جماعت نے چھلکے اور پوست کی نگرانی کی ہے تو دوسرا مغز و مقصود کا پاسبان رہا ہے اگر ایک کی محنت و جاں فشانی تحسین کے قابل ہے تو دوسرے کی کاوش و سعی بھی صد آفرین کی مستحق ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ سند و روایت کی حفاظت اس پر دین کی حفاظت کا مدار ہے جس کی جتنی بھی توصیف کی جائے کم ہے۔ مگر یہ بات کسی لحاظ سے نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ درایت و فقہ کو ترک ہی کر دیا جائے۔ اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو درایت و فقہ کا مقام اور فقہاء کا رتبہ محض طرق و اسانید جمع کرنے والے محدثین سے کہیں بلند و بالا ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ اکثر بلکہ تمام محدثین فقہ میں کسی نہ کسی امام کے مقلد ہیں۔ پھر قدرت کی عجیب تقسیم کہ خدا وند قدوس نے چند چیزوں میں سے ایک کو تمام پر فوقیت عطا فرمائی۔ مثلاً کتابیں اللہ نے بہت سی اتاریں مگر قرآن پاک کو اللہ نے وہ مقام عطا فرمایا جو دوسری کتب کو نہیں ملا۔ انبیاء اللہ تعالیٰ نے بہت مبعوث فرمائے مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے امام الرسل بنایا تمام انبیاء سے مقام ارفع و اعلیٰ ملا۔ خلافت کا تاج اللہ نے کئی سروں پر سجایا مگر صدیق اکبر کا مقام نرالا ہے۔ مفسرین بہت آئے مگر حضرت ابن عباس حبر الامۃ کو اللہ تعالیٰ نے

امام المفسرین کا لقب عنایت فرمایا۔ محدثین بہت ہیں مگر امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کا مرتبہ تمام سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اسی طرح فقہا کثیر آئے مگر ابوحنیفہؒ کو قدرت نے امام اعظم اورالناس عیال فی الفقہ لابی حنیفہ کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کو جو یہ مقام علاوہ قرآن وحدیث کے علوم میں مہارت تامہ کے بعد فراست وذہانت کے مشہور اوصاف کا مرہون منت ہے امام صاحب کی ذہانت و طباعی ضرب المثل تھی۔ یہاں تک کہ ان کا اجمالی ذکر بھی کہیں آ جاتا ہے تو ساتھ ہی یہ صفت بھی ضرور ذکر کی جاتی ہے۔ علامہ ذہبی نے عبر فی اخبار من عبر میں ان کا ترجمہ نہایت اختصار سے لکھا ہے۔ تاہم اس فقرے کو نہ چھوڑ سکے کان من اذکیا بنی آدم یعنی اولاد آدم میں جتنے ذکی گزرے ہیں امام ابوحنیفہؒ کا ان میں شمار ہوتا ہے۔ مشکل سے مشکل مسائل میں ان کا ذہن اس تیزی کے ساتھ اس کی طرف رسائی حاصل کرتا ہے کہ لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ اکثر موقعوں پر ان کے ہم عصر جو معلومات کے لحاظ سے ان کے ہم عصر تھے موجود ہوتے تھے۔ اور ان کو اصل مسئلہ بھی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جو واقعہ پیش ہوتا تھا اس سے مطابقت کر کے فوراً جواب بتا دینا امام صاحب ہی کا کام تھا۔

الغرض امام صاحب کی قوت ایجاد، جودت طبع، دقت نظر، وسعت معلومات، غرض ان کے تمام کمالات علمیہ کا آئینہ دار ہے۔ جس کی ترتیب وتدوین میں ان کو وہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے جو ارسطو کو منطق اور اقلیدس کو ہندسہ میں تھا۔

ہمارے تذکروں اور رجال کی کتابوں میں علماء کے وہ اوصاف جن کا ذکر خصوصیت کیساتھ کیا جاتا ہے تیزی ذہن، قوت حافظہ، بے نیازی، تواضع، قناعت، زہد، تقویٰ غرض اس قسم کے اوصاف ہوتے ہیں لیکن عقل اور رائے وفراست وتدبر کا ذکر تک نہیں آتا۔ گویا یہ باتیں دنیاداروں کے ساتھ خاص ہیں اسی بات کو علامہ ابن خلدون نے اس پیرایہ میں لکھا ہے کہ علماء کا گروہ انتظام اور ریاست سے بالکل مناسبت نہیں رکھتا اور یہ بالکل سچ ہے۔ حالانکہ اگر سچ پوچھئے تو علماء میں ان اوصاف کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسلام بخلاف اور مذاہب کے دین کے ساتھ دنیاوی انتظامات کا متکفل ہے۔ خلفائے

اولین کے حالات پڑھو سیاست اور انتظام ملکی کے لحاظ سے تمام دنیا کے سلاطین اور فرمان رواؤں میں کون شخص ان کا ہمسر ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ اس خصوصیت کے اعتبار سے امام ابو حنیفہؒ تمام طائفہ علماء میں ممتاز ہیں کہ وہ مذہبی امور کے ساتھ دنیاوی ضرورتوں کے بھی اندازہ دان تھے۔ جس کا اندازہ آپ کو اس کتاب کے پڑھنے سے بخوبی ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا مذہب سلطنت و حکومت کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اسلام میں سلطنت و حکومت کے جو بڑے بڑے سلسلے قائم ہوئے ہیں مذہباً اکثر حنفی تھے۔

اس میں شبہ نہیں کہ امام صاحب کو اور ائمہ کی نسبت مناظرہ کے مواقع بھی زیادہ پیش آئے۔ جیسا کہ آپ کتاب میں محسوس کریں گے جس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے اس کو بطور فن یا مقصد کے اختیار کیا تھا بلکہ انہوں نے علوم شرعیہ کے متعلق بہت سے ایسے نکتے ایجاد کیے تھے جو عام طبائع کی دسترس سے باہر تھے۔ اس لئے ظاہر بینوں کا ایک بڑا گروہ جن میں بعض مقدس اور سادہ دل بھی شامل تھے ان کا مخالف ہو گیا تھا اور ہمیشہ ان سے بحث و مناظرہ کیلئے تیار رہتا تھا۔ امام صاحب کو بھی مجبوراً ان کے شبہات رفع کرنے پڑتے تھے۔ اس اتفاقی سبب نے مناظرہ و مباحثہ کا ایک وسیع سلسلہ قائم کر دیا تھا۔ لیکن امام صاحب کے مناظرات میں کہیں کہیں ہم اس ادعاء اور جوش مقابلہ کا اثر پاتے ہیں جو بظاہر ان کی تواضع اور بے نفسی کے خلاف ہے۔ لیکن یہ انسانی جذبات ہیں جن سے کوئی شخص بری نہیں ہو سکتا۔ ہم نے امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور بڑے بڑے ائمہ کے مناظرات کتابوں میں پڑھے ہیں ان سے زیادہ امام صاحب کے مناظرات میں حوصلہ مندی بردباری کا اثر پاتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ اگر اس قسم کی باتیں بزرگوں کے حالات میں مذکور نہ ہوتیں تو شبہ ہوتا کہ تذکرہ نویسوں نے ان بزرگوں کی اصلی تصویر نہیں دکھائی بلکہ اپنی خوش اعتقادیوں کا خاکہ کھینچا ہے۔

ایک حکیم صاحب نے نہایت سچ کہا ہے کہ کسی نامور یا مقتدیٰ کے حالات لکھو تو اس کے وہ خصائل ضرور دکھاؤ جن میں انسانی فطرت کی جھلک نظر آتی ہو اس سے لوگوں کو اچھے کاموں میں ان کی تقلید کی خواہش پیدا ہوگی۔ بخلاف اس کے کہ اگر بالکل فرشتہ

بنا کر پیش کرے گا تو لوگ شاید ان کی پرستش کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ لیکن ان کی حرص کرنے کا خیال ہرگز پیدا نہ ہوگا وہ سمجھیں گے کہ یہ شخص دائرہ انسانی سے خارج تھا۔ ہم انسان ہو کر کیوں اس کی تقلید کریں۔ اور ان خصائل کے بیان سے ہماری سیر کی کتب خالی ہیں۔ اکثر ہمارے مصنفین حضرات جب کسی مقتداء کے حالات پر قلم اٹھاتے ہیں تو عموماً ان اوصاف کو زیر قلم لاتے ہیں جو نا قابل تقلید ہیں۔ خصوصاً امام صاحب کے حالات میں تو اکثر زہد، اتقاء، تواضع، بے نفسی اور عبادت وغیرہ کو زیادہ بیان کیا جاتا ہے اور امام صاحب کی فقاہت و فراست کا طبعاً وضمناً ذکر کیا جاتا ہے جس کی وجہ امام صاحب کی سیرت کا یہ اہم باب تشنہ تھا۔ تو مجلس تحقیقات علمیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ امام صاحب کی اس فطرتی خوبی کو اجاگر کیا جائے اور اس عنوان کو مستقل شائع کیا جائے جس کی خدمت اس ہیچ مند کے سپرد ہوئی بینا کارہ، نا اہلیت اور علمی کم مائیگی کے باوجود استاذ محترم حضرت مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی دام ظلہ کا حکم پا کر الامر فوق الادب کے تحت کتب متداولہ میں مذکورہ عنوان کی تتبع اور تلاش میں رہا۔ چنانچہ وہ واقعات جو تاریخی اصول سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکے تھے جمع کیا اور جن سے بے سروپا واقعات کو اہل تحقیق خصوصاً محدثین نے لکھنے سے پرہیز کیا ہے ہم نے بھی ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اور انہی روایات پر اکتفاء کیا ہے جو بظن غالب ثابت وصحیح ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں اور ناظرین کو اس سے نفع تام حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)۔

العبد

خدا بخش ربانی

فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان

استاد حدیث جامعہ حمیرا للبنات

رفیق مجلس تحقیقات علمیہ رحیم یارخان پاکستان

امام صاحب کی زندگی سے چند اہم واقعات

﴿واقعہ نمبر ۱﴾

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں میں نے ابوحنیفہ کو دیکھا جبکہ لوگوں نے ایک جوان اونٹ کا گوشت بھون لیا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ سرکہ کیساتھ کھائیں مگر ایسا کوئی برتن موجود نہ تھا جس میں سرکہ ڈال کر دسترخوان پر رکھ لیا جائے اس کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی تھی تو انہوں نے ریت کو کھود کر ایک گڑھا بنایا اور اس پر (چمڑے کا) دسترخوان بچھایا اور (گڑھے پر دسترخوان کو دبا کر پیالہ نما جگہ بنالی) اس پر سرکہ الٹ دیا۔ سب نے اطمینان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرلی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہر ایک کام میں حسن پیدا کرتے ہیں تو فرمانے لگے کہ تمہیں اللہ کا شکر کرنا چاہیے کہ اس نے تم پر یہ فضل کیا کہ میرے دل میں اس تدبیر کا القاء کردیا (یہ ہوتی ہیں اللہ کے خاص بندوں کی باتیں)۔ (کتاب الاذکیاء)

﴿واقعہ نمبر ۲﴾

محمد بن حسن سے مروی ہے کہ ایک شخص کے گھر میں چوروں نے داخل ہو کر اس کو تین طلاق کا حلف لینے پر مجبور کیا (یعنی یہ کہلوایا کہ اگر میں نے شور مچایا یا کسی کو بتایا کہ مال لینے والے کون لوگ ہیں تو میری بیوی پر تین طلاق) کہ کسی کو نہیں بتائے گا (اور اس کا سب مال و اسباب لے گئے) صبح کو وہ شخص چوروں کو دیکھتا رہا کہ وہ اس کا سامان فروخت کر رہے ہیں۔ مگر اس حلف کی وجہ سے بولنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ اس نے آ کر امام ابوحنیفہؒ سے مشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اپنے محلہ کی مسجد کے امام اور مؤذن کو لاؤ اور اہل محلہ میں سے جو معزز اشخاص ہیں ان کو بھی۔ یہ شخص ان سب کو لے

گیا۔ ان سے امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اس کا مال واسباب اللہ تعالیٰ اس کو واپس کردے سب نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے پاس تمام بدچلن اور تمام مشتبہ لوگوں کو ایک جگہ جمع کرلو پھر ایک ایک شخص کو باہر نکالتے جاؤ اور اس سے پوچھتے رہو کہ کیا یہ تمہارا چور ہے؟ اگر وہ چور نہ ہو تو نہیں نہیں کہتا رہے۔ اور اگر چور ہو تو چپ ہو جائے۔ جب یہ چپ کر جائے تو تم اس کو پکڑ لو۔ امام ابوحنیفہؒ کی اس تدبیر پر لوگوں نے عمل کیا تو اللہ نے اس کا تمام مال مسروقہ واپس دلوا دیا۔ (کتاب الاذکیاء)

﴿واقعہ نمبر۳﴾

حسین الاشقر کہتے ہیں کہ کوفہ میں طالبین میں سے ایک نیک شخص تھا اس کا امام ابوحنیفہؒ کی طرف گذر ہوا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کہاں جار ہے ہو تو اس نے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ کی طرف۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ وہاں سے واپسی پر مجھ سے ملو تو بہت اچھا ہوگا۔ اور لوگ ابن ابی لیلیٰ کی دعاؤں سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرتے تھے۔ یہ شخص ابن ابی لیلیٰ کی خدمت میں تین دن ٹھہر کر جب واپس ہوا تو امام ابوحنیفہ کی طرف سے گزرا تو آپ نے اس کو آواز دی۔ اور سلام کیا پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ تم تین دن کے لئے ابن ابی لیلیٰ کے پاس کس غرض سے گئے تھے۔ اس نے کہا کہ ایک ایسی بات ہے جسے میں لوگوں سے چھپاتا ہوں۔ میں نے یہ امید کی تھی کہ وہاں جا کر اس کا کوئی حل نکل آئے گا۔ امام ابوحنیفہؒ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں ایک صاحب وسعت شخص ہوں اور دنیا میں ایک بیٹے کے سوا اور کوئی میرا وارث نہیں ہے اور اس کا حال یہ ہے کہ جب میں کسی عورت سے اس کا نکاح کرتا ہوں تو وہ اسے طلاق دے دیتا ہے۔ میں نے اس کو ایک باندی خرید کر دیدی تو اس کو بھی آزاد کر دیا۔ آپ نے پوچھا کہ پھر ابن ابی لیلیٰ نے اس کے بارے میں کیا کہا اس نے کہا کہ انھوں نے یہ جواب دیا کہ میرے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پاس بیٹھو ہم تمھیں اس مشکل سے نکال دیں گے۔ پھر کھانا آ گیا اس کو اس میں شریک کیا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو اس سے فرمایا کہ تم اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر بازار جاؤ پھر جو

باندی اس کو پسند آجائے اور اس کی قیمت کا معاملہ بھی تمہارے حسب منشا ہو جائے تو اس کو اپنی ذات کے لئے خرید لو اس کے لئے نہ خریدنا پھر اس باندی کے ساتھ اس کا نکاح کر دو۔ پھر اگر اس نے طلاق دیدی تو وہ تمہارے پاس لوٹ آئے گی اور اگر اس نے آزاد کر دیا تو یہ حق جائز نہ ہوگا (کہ وہ تمہاری مملوکہ ہے) اگر اس سے اولاد ہوگی تو تمہارا نسب ثابت رہیگا (اور اس شخص کو نقصان نسب ہی کا غم تھا) اس نے کہا کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بالکل جائز ہے پھر یہ شخص ابن ابی لیلی کے پاس گیا اور ان سے اس تدبیر کا ذکر کیا تو انہوں نے بھی کہا کہ امام ابوحنیفہؒ نے ٹھیک رائے دی ہے۔

(کتاب الاذکیاء لابن الجوزی)

﴿واقعہ نمبر ۲۸﴾

امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کو بلایا تو آپ تشریف لے گئے ربیع نے جو منصور کا حاجب تھا اور ابوحنیفہ کا دشمن تھا کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ ابوحنیفہ آپ کے دادا (حضرت عبداللہ ابن عباسؓ) کی مخالفت کرتے ہیں ۔حضرت ابن عباسؓ کا قول یہ تھا کہ کسی معاملہ پر قسم اٹھانے والا اگر ایک یا دو دن کے بعد استثناء یعنی انشاء اللہ کہہ دے تو یہ اس کے لئے جائز ہے اور امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ استثناء حسلاً ہی جائز ہے (بعد میں معتبر نہ ہوگا) ابوحنیفہ نے کہا اے امیر المؤمنین ربیع چاہتا ہے کہ آپ کے لشکر کی گردن کو آپ کی بیعت سے آزادی دلا دے۔منصور نے پوچھا کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ آپ کے سامنے تو حلف کر جائیں گے۔ پھر اپنے گھروں پر واپس جا کر استثناء کر دیا کریں گے تو جو حلفیہ عہد اطاعت لیا، جاتا رہیگا وہ باطل بھی ہو جاتا رہیگا۔ منصور ہنسنے لگا۔ اور اس نے کہا اے ربیع ابوحنیفہ کو کبھی نہ چھیڑنا (ورنہ اسی طرح منہ کی کھایا کرے گا)۔ جب ابوحنیفہ باہر آ گئے تو ربیع نے ان سے کہا کہ آج تو آپ نے مروا دیا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ کام تو نے کیا تھا میں نے اپنے لئے اور تیرے لئے خلاصی کی راہ نکالی۔ (کتاب الاذکیاء)

﴿واقعہ نمبر ۵﴾

ایک شخص نے قسم اٹھائی اور اپنی بیوی سے کہا اگر تم میرے لئے ایسی ہانڈی نہ پکائے جس میں ایک پاؤ نمک ڈالے لیکن اس میں اس کا اثر بھی ظاہر نہ ہو ورنہ تجھے طلاق ، پھر امام ابوحنیفہؒ سے اس کا حل پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہانڈی میں انڈا ابالے اس میں ایک پاؤ یا زیادہ نمک ڈال دے (کیونکہ اس سے قسم بھی پوری ہو جائے گی اور طلاق بھی نہ ہوگی)۔

﴿واقعہ نمبر ۶﴾

عبدالواحد بن غیاث سے مروی ہے کہ ابو العباس طوسی امام ابوحنیفہؒ کے متعلق برے خیالات رکھتا تھا اور اس کا علم ان کو بھی تھا۔ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ منصور کے پاس گئے اور وہاں اس وقت کثیر مجمع تھا۔ طوسی نے کہا آج مجھے ابوحنیفہ کی خبر لینا ہے۔ چنانچہ سامنے آیا اور کہا کہ اے ابوحنیفہ امیر المؤمنین ہم میں سے کسی شخص کو بلا کر یہ حکم دیتے ہیں کہ فلاں شخص کی گردن اڑادی جائے اور جس کو حکم دیا جاتا ہے اس کو یہ خبر نہیں کہ گردن کاٹنے کے حکم کے لئے خلیفہ نے کیسے گنجائش نکالی۔

(ایسی حالت میں گردن جائز ہوگا یا نہیں) ابوحنیفہؒ نے فرمایا، اے ابو العباس پہلے اس کا جواب دو امیر المؤمنین کے احکام حق پرمبنی ہوتے ہیں یا باطل پر اس نے کہا حق پر آپ نے فرمایا بس تو حق کا نفاذ کر تا رہ جس صورت سے بھی (تجھے حکم دیا جا رہا) ہو، اور تیرے لئے اس کی تحقیق ضروری نہیں۔ ابوحنیفہؒ نے جو لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے ان سے فرمایا کہ یہ شخص مجھے باندھنا چاہتا تھا۔ مگر میں نے اسے جکڑ دیا۔ (کتاب الاذکیاء)

﴿واقعہ نمبر ۷﴾

یحییٰ بن جعفر کہتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ سے میں نے (ایک ان کا واقعہ) سنا، فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ بیابان میں مجھے پانی کی بڑی ضرورت لاحق ہوئی۔ میرے پاس ایک اعرابی

آیا اس کے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا میں نے اس سے پانی مانگا اس نے انکار کیا اور کہا کہ پانچ درہم میں دونگا۔ میں نے پانچ درہم دیکر وہ مشکیزہ لے لیا۔ پھر میں نے کہا اے اعرابی ستو کی طرف کچھ رغبت ہے؟ اس نے کہا لاؤ میں نے اس کو ستو دیدیا جو روغن زیتون سے چرب کیا گیا تھا۔ وہ خوب پیٹ بھر کر کھا گیا۔ اب اس کو پیاس لگی تو اس نے کہا کہ ایک پیالہ پانی دے دیجئے۔ میں نے کہا پانچ درہم میں ملے گا۔ اس سے کم نہیں کیا جائے گا (اب وہ سخت حاجت مند تھا اس نے لے لیا اس حیلہ سے) میں نے اس سے اپنے پانچوں درہم بھی واپس لے لئے اور پانی بھی میرے پاس رہ گیا۔ (کتاب الاذکیاء)

﴿واقعہ نمبر ۸﴾

امام ابوحنیفہؒ اور ان کی ذہانت کا ذکر ہو رہا تھا اس پر عبدالحسن بن علی نے بیان کیا کہ کوفہ میں حجاج میں سے ایک حاجی نے ایک شخص کے پاس کچھ مال امانت رکھا اور حج کو چلا گیا۔ پھر واپس آ کر اپنی امانت طلب کی تو وہ شخص منکر ہو گیا اور اس نے جھوٹی قسمیں کھانا شروع کر دیں۔ یہ صاحب مال امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں مشورے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے انکار کرنے کا کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا۔ اور یہ منکر شخص امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں آتا جاتا رہتا تھا آپ نے اس سے تخلیہ میں کہا کہ ان لوگوں (صاحبان حکومت نے) مجھ سے کسی ایسے شخص کے بارے میں مشورہ طلب کیا ہے، جس میں قاضی ہونے کی صلاحیت ہو۔ کیا آپ اس کو پسند کریں گے کہ آپ کا نام بھیج دیا جائے۔ تو اس نے کچھ بناوٹی انکار شروع کیا اور امام ابوحنیفہؒ نے اس کو رغبت دلانا شروع کی تو وہ اس عہدے کی لالچ کیساتھ آپ کے پاس سے رخصت ہوا۔ پھر وہ حاجی صاحب مال آپ کے پاس آیا تو اس سے آپ نے فرمایا کہ اب اس کے پاس جاؤ اور یہ کہو کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم بھول گئے ہو اس لئے میں تمہیں یاد دلاتا ہوں کہ میں نے فلاں وقت تمہارے پاس امانت رکھی تھی اور یہ اس کی علامت ہے۔ یہ شخص گیا اور اسی طرح گفتگو کی اب اس نے فوراً وہ امانت واپس کر دی (اور امام صاحب کو بھی مطلع کر دیا) پھر جب وہ

امین (یعنی جس کے پاس امانت تھی امام ابوحنیفہؒ سے ملے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اس معاملہ پر غور کیا تو سوچا کہ مجھے آپ کا مرتبہ بلند کرنا چاہیے۔ یہ تو یوں ہی ایک کم درجہ کا عہدہ ہے میں اس پر آپ کا نام نہ بھیجوں یہاں تک کہ کوئی اس سے اونچے درجہ کی جگہ سامنے آئے۔ (کتاب الاذکیاء)

﴿واقعہ نمبر ۹﴾

ابن الولید نے ہم سے بیان کیا کہ ایک نوجوان امام ابوحنیفہ کا پڑوسی تھا۔ جو بکثرت ان کی مجلس میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ اس نے ایک دن ابوحنیفہ سے کہا کہ اہل کوفہ میں سے فلاں شخص کے یہاں میں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ اور میں نے وہاں پیغام بھی بھیج دیا ہے۔ لیکن وہ مجھ سے اتنا زیادہ مہر طلب کرتے ہیں جو میری وسعت اور طاقت سے باہر ہے اور نکاح کا خیال بھی دل پر غالب ہو رہا ہے اب کیا تدبیر کروں۔ آپ نے فرمایا اللہ سے استخارہ کر لو اور جو کچھ وہ طلب کرتے ہیں ان کو ہاں کر دو۔ اس مشورے کے بعد اس نے ان لوگوں کے پاس اس مطالبہ کی منظوری کی اطلاع بھیج دی۔ پھر جب نکاح ہو گیا تو اس نے امام صاحب سے عرض کیا کہ میں نے ان سے یہ درخواست کی کہ مہر مقررہ کا کچھ حصہ اب لے لیں سردست کل کی ادائیگی میرے وسعت سے باہر ہے مگر وہ نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کو پورا مہر ادا کئے بغیر نہ بھیجیں گے۔ آپ نے فرمایا حیلہ کر لو۔ اس وقت قرض لیکر ادا کر دو، کہ تم اپنی زوجہ تک پہنچ جاؤ۔ مجھے امید ہے ان لوگوں کی سخت مزاجی کی وجہ سے تمہارا کام آسان ہو جائے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا کہ چند لوگوں سے قرض لیکر وہ رقم پوری کی پھر جب یہ اپنی بیوی کے پاس داخل ہو گیا اور وہ اس کے پاس پہنچا دی گئی تو امام ابوحنیفہ نے اس سے کہا کہ اگر تم یہ ظاہر کر دو کہ اس شہر سے تمہارا کسی دور دراز ملک میں جانے کا ارادہ ہے اور یہ بھی ارادہ ہے کہ اپنی بیوی کو ہمراہ لیکر جاؤ گے۔ تو تم سے کسی کو مواخذہ کا حق نہیں ہے تو (اس تجویز کے مطابق) یہ شخص دو اونٹ

کرایہ پر لے آیا اور ظاہر کیا کہ وہ طلب معاش خراسان کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا ارادہ بیوی کو بھی ہمراہ لیجانے کا ہے۔ یہ بات اس کے سسرالیوں پر بہت شاق ہوئی اور وہ لوگ حکم شرعی معلوم کرنے اور مدد لینے کے لئے امام ابوحنیفہؒ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو شرعاً اختیار ہے جہاں چاہے اپنی بیوی کو لیجائے۔ انہوں نے امام صاحب سے کہا کہ ہمارے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم اپنی بیٹی کو بھی اس کے ساتھ روانہ کریں۔ ان سے آپ نے کہا تو پھر اس کو راضی کرلو جس کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ تم نے اس سے لیا ہے وہ اس کو واپس کردو۔ انہوں نے اس بات کو منظور کرلیا تو اس جوان کو ابوحنیفہؒ نے بلا کر اس سے فرمایا کہ وہ لوگ جھک کر اس پر راضی ہوگئے ہیں کہ جو کچھ مہر تم سے لیا ہے واپس کردیں اور اس سے تم کو بری الذمہ قرار دے دیں۔ (اب اس شخص کے دماغ پر فتح کا نشہ چڑھ گیا) اس نے کہا کہ میں تو اس رقم سے اوپر مزید وصول کرنا چاہتا ہوں (مگر امام صاحب کی تنبیہ سے سب نشہ کافور ہوگیا) آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے جو رقم خرچ کرنے پر وہ راضی ہو گئے ہیں تمہیں اس کو منظور کرلینا چاہیے ورنہ اگر عورت نے کسی شخص کے حق میں اپنے ذمہ قرض ہونے کا اقرار کرلیا۔ تو پھر اس قرض کی ادائیگی تک تم اسے اپنے ساتھ نہیں لیجا سکتے اس نے (گھبرا کر) کہا اللہ اللہ پھر تو میں ان سے کچھ بھی نہیں وصول کرسکوں گا۔ کہیں اس ترکیب سے وہ مطلع نہ ہوجائیں۔ بس وہ فوراً سابقہ فیصلہ پر آمادہ ہوگیا۔ اور جو کچھ رقم مہر وہ دے رہے تھے اسی کو واپس لینے پر اکتفا کرلیا۔ (کتاب الاذکیاء)

﴿واقعہ نمبر ۱۰﴾

ہم کو معلوم ہوا کہ ایک شخص ابوحنیفہؒ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ اس نے کسی جگہ مال دفن کیا تھا اب وہ جگہ یاد نہیں آرہی۔ ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ یہ کوئی فقہی سوال نہیں ہے کہ جس کا میں کوئی حل نکالوں۔ اچھا ایسا کرو کہ جاؤ اور آج تمام رات نوافل پڑھتے رہو صبح تک انشاء اللہ تمہیں یاد آجائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا ابھی چوتھائی رات سے بھی کچھ کم ہی گزری تھی کہ اس کو وہ جگہ یاد آگئی (تو اس نے نوافل کو ختم کردیا) پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا

کہ شیطان تجھے نوافل نہیں پڑھنے دیگا اور تجھے یاد دلا دیگا۔ کیوں نہ تو نے بطور شکرانہ کے بقیہ رات نوافل پڑھنے میں گزار دی۔

﴿واقعہ نمبر ۱۱﴾

آئمہ اربعہ کی گرفتاری اور امام ابوحنیفہؒ کی فراست

جب بادشاہ وقت نے امام ابوحنیفہؒ اور مسعر بن کدامؒ اور شریکؒ سفیانؒ کو گرفتار کروایا تا کہ ان کو قاضی بنائے تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا میں تمہارے بارے میں اپنا اندازہ بتاتا ہوں۔ میں تو کسی حیلہ سے جان بچالوں گا اور سفیان راستہ سے بھاگ جائے گا اور مسعر مجنون بن جائے گا شریک کو قاضی بنا دیا جائے گا۔

جب راستہ میں جارہے تھے تو حضرت سفیان ثوریؒ نے کہا مجھے قضائے حاجت ہے تو ان کے ساتھ ایک سپاہی چلا گیا یہ ایک دیوار کی اوٹ میں بیٹھ گئے ادھر ایک کانٹوں والی کشتی گزری تو حضرت سفیان ثوریؒ نے ان سے کہا یہ دیوار کے پیچھے سپاہی مجھے قتل کرنا چاہتا ہے انہوں نے کہا کشتی میں سوار ہو جاؤ یہ کشتی میں سوار ہو گئے تو انہوں نے ان کو کانٹوں میں چھپا لیا۔ جب وہ کشتی سپاہی کے قریب سے گزری تو اس نے کشتی کو دیکھا۔ جب بہت دیر ہو گئی تو سپاہی نے آواز دی اے عبداللہ جب جواب نہ آیا تو آگے بڑھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا یہ اپنے ساتھی کے پاس واپس آ گیا تو اس نے اس کو مارا اور گالیاں دیں۔ جب وہ تینوں خلیفہ منصور کے پاس پہنچے تو مسعر بن کدامؒ جلدی سے آگے بڑھے اور خلیفہ سے ہاتھ ملایا اور کہا آپ کا کیا حال ہے آپ کی باندیوں کا کیا حال ہے آپ کے چوپاؤں کا کیا حال ہے اے امیر المومنین مجھے قاضی بنا دیں (یعنی مجنونوں کی سی باتیں کرنے لگے) ایک شخص جو خلیفہ کے سر کے قریب کھڑا تھا اس نے کہا یہ مجنون ہے۔ بادشاہ نے کہا تو نے سچ کہا اس کو دور ہٹا دو تو اس کو دربار سے نکال دیا گیا۔

پھر امام ابوحنیفہؒ کو پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا اے امیر المومنین میں نعمان بن ثابت ریشم کے کپڑے بیچنے والے کا بیٹا ہوں اور اہل کوفہ بالکل راضی نہ ہوں گے کہ

ان پر ایک ریشم فروخت کا بیٹا قاضی بنے، بادشاہ نے کہا آپ نے سچ کہا۔
پھر شریکؒ پیش کئے گئے تو اس نے بھی ادھر ادھر کی باتیں کیں لیکن بادشاہ نے کہا خاموش ہو جا۔ اب تیرے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا اپنا عہدہ قبول کر، حضرت شریکؒ نے کہا بادشاہ سلامت مجھے نسیان کا مرض ہے۔ بادشاہ نے کہا تو لبان چبایا کر اس سے نسیان دور ہو جاتا ہے حضرت شریکؒ نے کہا کہ میری عقل میں نقص ہے۔ بادشاہ نے کہا میں تیرے لئے فالودہ تیار کروا دیا کروں گا آپ عدالت میں آنے سے قبل فالودہ کھا کر آیا کریں اس سے نقص ختم ہو جائے گی۔ تو حضرت شریکؒ نے کہا کہ میں ہر آنے والے پر حاکم ہوں گا۔ بادشاہ نے کہا میرے بیٹے پر بھی حاکم ہے۔ شریکؒ نے کہا پھر مجھے عہدہ قبول ہے۔ تو سارا قصہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ نے کہا تھا۔

﴿واقعہ نمبر ۱۲﴾

ایک شخص مسجد سے گزرا، آپ نے فرمایا یہ شخص مسافر ہے اور اس کے آستین میں مٹھائی ہے۔ اور وہ بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے تو ایسا ہی نکلا۔ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ دائیں بائیں دیکھتا تھا اجنبی شخص ایسے ہی دیکھا کرتا ہے۔ اور اس کے آستین پر مکھیاں تھیں۔ اور وہ بچوں کو دیکھتا تھا میں نے جانا کہ وہ معلم ہے۔ (اخبار ابی حنیفہ)

﴿واقعہ نمبر ۱۳﴾

ایک شخص جو امام صاحبؒ سے بغض رکھتا ہے اس نے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی یہ صفات ہوں۔

1۔ وہ جنت کا طالب نہیں۔
2۔ جہنم سے ڈرتا نہیں۔
3۔ خدا تعالیٰ کا خوف نہیں۔
4۔ مردار کھاتا ہے۔
5۔ بغیر رکوع سجدہ کے نماز پڑھتا ہے۔
6۔ بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔
7۔ حق سے بغض رکھتا ہے۔
8۔ فتنہ سے محبت کرتا ہے۔
9۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھاگتا ہے۔
10۔ یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے اس سے کہا کیا تو اس شخص کو جانتا ہے اس نے کہا نہیں لیکن میں اس سے زیادہ کسی کو برا نہیں جانتا اس لئے آپ سے پوچھا ہے۔

امام صاحبؒ نے اپنے شاگردوں سے کہا تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا بہت برا آدمی ہے، یہ کافروں کی صفات ہیں، یہ سن کر امام صاحبؒ مسکرا دیئے۔ اور فرمایا یہ شخص اولیاء اللہ میں ہے، پھر اس شخص سے کہا اگر میں تجھے خبر دے دوں تو کیا تو مجھ پر زبان درازی سے باز آ جائیگا؟ اور ان چیزوں سے بچے گا جو تجھ کو نقصان دیں؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا۔

1۔ وہ رب جنت کا طالب ہے۔
2۔ اور رب جہنم سے ڈرتا ہے۔
3۔ اس کو اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں ہے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا۔
4۔ مردار سے مراد مچھلی کھاتا ہے۔
5۔ جنازہ کی نماز پڑھتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے۔ کیونکہ درود کو بھی صلوٰۃ ہی کہتے ہیں۔
6۔ بن دیکھے گواہی کا مطلب وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
7۔ موت حق ہے اس سے بغض رکھتا ہے تا کہ مزید اللہ کی اطاعت کرے۔
8۔ فتنہ سے مراد مال اور اولاد ہے۔
9۔ بارش رحمت ہے اس سے بھاگتا ہے۔
10۔ یہود کی اس قول میں تصدیق کرتا ہے کہ نصاریٰ جھوٹے ہیں اور نصاریٰ کی اس بات میں تصدیق کرتا ہے کہ یہودی جھوٹے ہیں۔ (الخیرات الحسان)

﴿واقعہ نمبر ۱۴﴾

جب امام ابو یوسفؒ بیمار ہوئے تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اگر یہ لڑکا فوت ہو گیا تو

ساری زمین پر اس کا قائم مقام نہیں لے گا۔ جب امام ابو یوسفؒ شفاء یاب ہوئے تو امام صاحبؒ کی بات سے ان میں عجب پیدا ہو گیا۔ انہوں نے اپنی علیحدہ مجلس شروع کر دی لوگ ان کی طرف جانے لگے جب امام ابوحنیفہؒ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے شاگردوں میں سے ایک شاگرد کو کہا کہ امام ابو یوسفؒ کی مجلس میں جاؤ اور اس سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک شخص نے دھوبی کو کپڑا دھونے کے لئے دو درہم کے بدلہ میں پھر اس نے کپڑا مانگا، دھوبی نے انکار کر دیا، پھر وہ دوبارہ آیا اور مطالبہ کیا تو اس نے کپڑا دے دیا تو کیا وہ اجرت کا مستحق ہوگا؟ اگر ابن یعقوب کہے ہاں تو کہنا غلط ہے اگر وہ کہے نہیں تو بھی کہنا غلط ہے۔ وہ شخص گیا اور مسئلہ دریافت کیا ابو یوسفؒ نے کہا اجرت کا مستحق ہوگا اس نے کہا کہ غلط ہے پھر کچھ سوچ کر فرمایا اجرت کا مستحق نہ ہوگا۔ اس نے کہا غلط ہے، اسی وقت امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب امام صاحبؒ نے ان کو دیکھا تو فرمایا تجھے دھوبی والا مسئلہ لایا ہے۔ عرض کیا جی ہاں، فرمایا سبحان اللہ جو لوگوں کو فتوئی دینے کے لئے بیٹھا ہے اور اپنے لئے علیحدہ مجلس قائم کرتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں کچھ بیان کرے لیکن اس کا حال یہ ہے کہ اجارات کے مسئلے کا جواب بھی اچھی طرح نہیں دے سکتا۔ ابو یوسفؒ نے کہا مجھے سکھلائیں۔ فرمایا اگر اس نے انکار کے بعد دھویا ہو تو اس کو اجرت نہیں ملے گی اگر پہلے دھو چکا تھا تو اجرت کا مستحق ہوگا کیونکہ اس نے اس کے لئے دھویا تھا۔ (الخیرات الحسان)

﴿واقعہ نمبر ۱۵﴾

امام ابوحنیفہؒ ایک مرتبہ علماء شہر کے ساتھ ایک ولیمہ میں حاضر ہوئے جہاں دو بہنیں دو بھائیوں سے بیاہی گئی تھیں۔ صاحب خانہ بہت چیختا ہوا نکلا کہ ہمیں بڑی مصیبت پہنچ گئی کیونکہ دلہنیں تبدیل ہو گئیں اور ان سے صحبت بھی ہو گئی۔ (یعنی اپنی منکوحہ کے علاوہ سے) اس مجلس میں حضرت سفیانؒ بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا کوئی بات نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے رجوع کروایا تھا۔ فرمایا کہ عورت سے صحبت کی

وجہ سے مہر لازم ہو گیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس لوٹ جائے۔ لوگوں نے اس جواب کو پسند فرمایا۔ اس مجلس میں امام ابوحنیفہؒ خاموش بیٹھے تھے ان سے مسعر بن کدامؒ نے کہا کہ آپ بھی کچھ فرمائیں۔

حضرت سفیانؒ نے فرمایا اس کے خلاف اور کیا کہیں گے۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا دونوں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ، ان کو حاضر کیا گیا، امام صاحبؒ نے ہرایک سے پوچھا کہ جس لڑکی سے تو نے صحبت کی ہے وہ تجھے پسند ہے، انہوں نے کہا ہاں، پھر ہرایک سے فرمایا کہ اس لڑکی کا کیا نام ہے جو تیرے بھائی کے پاس ہے۔ اس نے کہا فلانی فرمایا کھو کہ میں نے اس کو طلاق دی۔ (دونوں نے کہا ہم نے طلاق دی) پھر ان لڑکیوں سے جن سے صحبت کی تھی نئی شادی یعنی نکاح کرادیا۔ لوگوں نے اس جواب کو پہلے جواب سے بھی زیادہ پسند کیا۔ یہ سن کر حضرت مسعر بن کدامؒ اٹھے اور امام ابو حنیفہؒ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور لوگوں سے فرمایا تم مجھے اس کی محبت کے بارے میں ملامت کیا کرتے تھے (یعنی میری ان سے محبت ان کی کمال عقل اور کمال علم کی وجہ سے ہے)

ایک ضروری تنبیہ

علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں جو فیصلہ حضرت سفیان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالہ سے دیا اور وہ فتویٰ جو امام ابوحنیفہؒ نے دیا ایک دوسرے کے منافی نہیں ہیں بلکہ دونوں درست ہیں۔

حضرت سفیانؒ کا فتویٰ

حضرت سفیانؒ کا فتویٰ اس لئے درست ہے کہ یہ وطی بالشبہ ہے اس میں مہر لازم ہوتا ہے اور نکاح باطل نہیں ہوتا۔

امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ

امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ اس لئے درست تھا کہ حضرت سفیان کے فتویٰ کے مطابق

بعض مرتبہ اس میں فساد کا خطرہ ہوتا ہے (مثلاً) اگر ہر ایک اپنے خاوند کے پاس لوٹ آتی حالانکہ اس سے صحبت ہو چکی ہے اور اس کے خاوند کا غیر اس کے باطنی محاسن پر مطلع ہو چکا ہے خطرہ تھا کہ وہ کہیں اس کی محبت میں معلق نہ ہو گیا ہو اور جب وہ اس سے چھین کر دوسرے کو دی جائے کہیں اس کی محبت بڑھ نہ جائے اس لئے بظاہر حکمت کا تقاضا یہی تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہؒ کو الہام فرمایا یوں کہ لیجئے کہ گروہ دونوں حضرت سفیان کے فتویٰ کے مطابق رہتے تو جس فساد کا خوف تھا اس پر امام صاحبؒ نے مطلع ہو کر یہ فرمایا کہ ہر شخص اپنی منکوحہ کو طلاق دے دے اور جس سے صحبت کی ہے اس سے نکاح کرلے کیونکہ وطی بالشبہ سے عدت لازم نہیں ہوتی اور جس سے وطی ہو اس سے نکاح جائز ہے۔ اس مصلحت کی بناء پر کسی نے کوئی بات نہیں فرمائی حضرت سفیان بھی امام صاحبؒ کے فتویٰ پر خاموش رہے اور لوگوں نے اس کو پسند کیا۔ اسی لئے تو حضرت مسعر بن کدامؒ نے امام صاحبؒ کی پیشانی کو چوما۔

واقعہ نمبر ۱۶

امام ابوحنیفہؒ ایک سید کے بیٹے کے جنازہ کیلئے تشریف لے گئے جس میں کوفہ کے بڑے بڑے لوگ اور بڑے بڑے علماء (قاضی وغیرہ) بھی تھے۔ اس لڑکے کی ماں شدت غم کی وجہ سے ننگے سر اور ننگا چہرہ باہر آئی اور جنازہ پر اپنا دوپٹہ ڈال دیا۔ جب اس کے خاوند نے یہ کیفیت دیکھی تو اس کو اپنی بے عزتی سمجھا تو اس نے کہا اگر تو اسی جگہ سے نہ لوٹے تو تجھے طلاق، یہ سن کر عورت نے قسم کھائی کہ اگر میں جنازہ سے پہلے لوٹوں تو میرے سارے غلام آزاد (ابھی جنازہ راستہ میں تھا) یہ سن کر لوگ رک گئے اور کسی نے اس بارے میں کوئی بات نہ کہی اس شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے اپنی بات اور بیوی کی قسم کا ذکر کیا امام صاحبؒ نے ان سے کہا کہ تو اپنی بات دوبارہ کہہ۔ اس نے دوبارہ کہا تو فرمایا (صفیں درست کرلو) اور جو لوگ جنازہ گاہ جا چکے ہیں ان کو یہیں بلالو) پھر جنازہ پڑھانے کا حکم دیا پھر عورت کو لوٹ جانے کا حکم دیا (کیونکہ اب نہ طلاق واقع ہوئی اس لئے کہ

عورت اسی جگہ سے لوٹ گئی اور نہ اس کے غلام آزاد ہوئے کیونکہ وہ جنازہ کے بعد گئی)۔ یہ فیصلہ دیکھ کر قاضی ابن شبرمہؒ چلا اٹھے کہ (اے ابوحنیفہؒ) اب عورتیں تجھ جیسا بچہ جننے سے عاجز آ گئیں تیرے لئے علم سے مسئلہ نکالنے میں کوئی مشقت نہیں۔

(الخیرات الحسان)

﴿واقعہ نمبر ۱۷﴾

دہریوں کی ایک جماعت نے امام ابوحنیفہؒ کو قتل کرنا چاہا (اس پر کہ وہ اس مخلوق کے خالق کے قائل ہیں) امام صاحبؒ نے فرمایا پہلے مناظرہ کرلو، پھر جو تمہارا ارادہ ہو کر لینا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے، امام صاحبؒ نے فرمایا تم کیا کہتے ہو ایک کشتی سامان سے بھری ہوئی بڑا وزن لے کر ایسے سمندر میں جس میں بڑے طوفان بڑی لہریں اٹھتی ہیں بغیر ملاح کے چلتی ہے۔ وہ کہنے لگے یہ تو ممکن نہیں۔

امام صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ بات عقل کے مطابق ہے کہ یہ دنیا جس میں تبدیلی اور اس کے احوال بدلنا اور اس کے امور کا تغیر وغیرہ یہ سب کسی صانع اور مدبر کے بغیر ہی چل رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے توبہ کی اور اپنی تلواریں نیام میں ڈال کر چلے گئے۔

﴿واقعہ نمبر ۱۸﴾

بعض محدثین امام ابوحنیفہؒ کی غیبت کرتے ایسی مصیبت میں پھنس گئے کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا، واقعہ یہ ہوا کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو آج کی رات مجھ سے طلاق طلب کرے اور میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق، عورت نے کہا اگر میں آج کی رات طلاق طلب نہ کروں تو میرا غلام آزاد، یہ لاینحل مسئلہ جب امام صاحبؒ کی خدمت میں پیش ہوا تو امام صاحبؒ نے کہا، تو طلاق طلب کر (اس نے طلاق طلب کی) مرد سے کہا تو یوں کہ تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے پھر امام صاحبؒ نے دونوں سے کہا جاؤ کسی پر کچھ (کفارہ وغیرہ نہ طلاق نہ غلام آزاد) نہیں، پھر اس شخص سے کسی نے کہا کہ جس نے تجھے ایسا مسئلہ لاینحل بتایا ہے اس کی بدخوئی سے توبہ کر، اس نے توبہ کی پھر وہ ہر

نماز کے بعد امام ابوحنیفہؒ کے لئے دعائے خیر کرتے تھے۔

﴿واقعہ نمبر ۱۹﴾

ایک شخص نے دوسرے سے ہزار روپے لینے تھے اس نے انکار کردیا اور قسم کھانے کے لئے تیار ہوگیا، مدعی کے پاس ایک گواہ تھا، لیکن امام ابوحنیفہؒ اس کی صداقت کو جانتے تھے، اس کو حکم دیا کہ یہ ہزار روپے کسی کو حاضرین کی موجودگی میں ہبہ کردے، اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر جس کو ہبہ کیا گیا تھا اس کو دعویٰ کا حکم دیا، اور گواہوں کو اور ہبہ کرنے والوں کو گواہی کا حکم دیا، انہوں نے ایسا ہی کیا تو قاضی نے اس کے حق میں ہزار کا فیصلہ کردیا۔

﴿واقعہ نمبر ۲۰﴾

ایک شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنا چاہتا ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا بالکل کھولو، لیکن پڑوسی کے گھر میں نہ جھانکنا۔ اس کے پڑوسی نے قاضی ابن ابی لیلیؒ کی عدالت میں شکایت کی تو قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو کھڑکی کھولنے سے منع کردیا اس نے امام صاحبؒ سے آکر قاضی صاحب کی شکایت کی۔ امام صاحب نے کہا تو دروازہ کھول لے (جب اس نے ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی ابن ابی لیلیؒ سے شکایت کی قاضی صاحبؒ نے صاحب خانہ کو منع کردیا اس نے پھر امام ابوحنیفہؒ سے آکر کہا امام صاحبؒ نے کہا تیری دیوار کتنے کی ہے اس نے کہا تین دینار کی فرمایا اس کو گرادے میں تمہیں تین دینار دے دونگا۔ (جب اس نے گرانے کا ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی صاحبؒ سے شکایت کی تو قاضی صاحبؒ نے کہا وہ اپنی دیوار گرانا چاہتا ہے تو مجھے کہتا ہے کہ میں اس کو منع کردوں؟۔ قاضی صاحبؒ نے صاحب دیوار سے کہا جا گرادے جو چاہے کرتو اس کے پڑوسی نے کہا پھر کھڑکی بہتر ہے۔ (اس وقت آپ کھڑکی کی اجازت نہیں دیتے تھے اب دیوار گرانے کی اجازت دے رہے ہو۔ قاضی صاحبؒ نے (پریشان ہو کر) کہا جب وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی کو ظاہر کرتا ہے (یعنی امام ابوحنیفہؒ کے پاس) جب میری

غلطی واضح ہوگئی تو اب میں کیا کروں سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔(الخیرات الحسان)

واقعہ نمبر ۲۱

امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اس نے کہا مجھے مہلت دو تا کہ میں اپنی نبوت کی دلیل لاؤں۔امام صاحبؒ نے فرمایا جو اس سے دلیل یعنی نشانی طلب کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تکذیب کی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (الخیرات الحسان)

واقعہ نمبر ۲۲

امام ابوحنیفہؒ نے دوسری شادی کی تو ان کی پہلی بیوی یعنی ام حماد نے کہا آپ اس کو تین طلاق دے دیں ورنہ میں آپ کے قریب بھی نہیں آؤں گی۔اس پر امام صاحبؒ نے ایک تدبیر کی، نئی بیوی سے کہا کہ جب میں ام حماد کے پاس چلا جاؤں تو آ کر یہ مسئلہ پوچھنا کہ عورت کیلئے یہ جائز ہے کہ اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کرے؟ اس نے ایسا ہی کیا، اس پر ام حماد کہنے لگی، بہر حال آپ نئی بیوی کو طلاق دیں، امام صاحبؒ نے فرمایا میری جو بیوی اس گھر سے باہر ہو اس کو تین طلاق اس پر وہ یعنی ام حماد راضی ہو گئیں اور نئی بیوی کو طلاق بھی نہیں ہوئی کیونکہ ام حماد نے یہ سمجھا کہ یہ بیوی اس گھر سے باہر رہتی ہے لیکن وہ اس وقت اسی مکان میں تھی اور یہی امام صاحبؒ کی نیت تھی۔(اخبار ابی حنیفہ وصاحبیہ)

واقعہ نمبر ۲۳

ایک رافضی (یعنی شیعہ) امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا آپ بتائیں صحابہ میں سب سے بڑا بہادر کون تھا؟ امام صاحبؒ نے فرمایا اہل سنت کے نزدیک حضرت علیؓ بڑے بہادر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حق ہے اس لئے ان کے سپرد کر دی تھی۔لیکن تمہارے نزدیک (یعنی شیعہ کے نزدیک)

حضرت ابوبکرؓ بڑے بہادر تھے کیونکہ تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے جبراً چھین لی اور حضرت علیؓ ان سے نہ لے سکے یہ سن کر وہ رافضی حیران ہو گیا۔

﴿واقعہ نمبر ۲۴﴾

ایک شخص نے رمضان کے دن میں قسم کھائی کہ اگر میں آج کے دن میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کروں تو اس کو طلاق ،لوگ پریشان تھے کہ اب اس معصیت سے کس طرح نکلے گا (کیونکہ اگر صحبت کرتا ہے تو روزہ کا کفارہ لازم آتا ہے اگر نہیں کرتا تو بیوی کو طلاق ہوتی ہے) امام ابوحنیفہؒ نے اس سے کہا کہ بیوی کو لے کر سفر پر چلا جا راستہ میں صحبت کر لینا (کیونکہ سفر میں روزہ توڑنے کی اجازت ہے اس لئے نہ اس کے ذمہ کفارہ آیا اور نہ طلاق ہوئی۔ (مؤلف)

امام مالکؒ کے بارے میں سوال

امام ابوحنیفہؒ سے کہا گیا کہ آپ نے مدینہ منورہ کے علماء کو کیسا پایا؟۔فرمایا ان میں ایک سفید رنگ کا آدمی کامیاب ہوا ہے یعنی امام مالکؒ کیونکہ وہ نیکی اور فراست میں سچے ہیں کیونکہ امام مالک ہی علم اور فلاح کے کمال کو پہنچے ہیں ۔اہل مدینہ میں ان کے زمانہ میں کوئی دوسرا ان کے درجہ کو نہیں پہنچ سکا۔

جید الحفظ: امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جب تم کسی اچھے حافظہ والے کو دیکھو تو اس کی جمع کردہ احادیث سے فائدہ اٹھاؤ۔(مناقب کردری)

﴿واقعہ نمبر ۲۵﴾

ایک روایت ہے کہ جب خارجی لوگ کوفہ میں آئے تو ان کا مذہب اپنے علاوہ سب کو کافر کہنے کا تھا۔ تو کسی نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ یہاں کے بڑے شیخ ہیں تو خارجیوں نے امام صاحبؒ کو بلوایا اور کہا تم کفر سے توبہ کرو، امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا میں نے ہر قسم

کے کفر سے توبہ کی۔

کسی نے کہا انہوں نے تمہارے کفر سے توبہ کی ہے، انہوں نے پھر امام صاحبؒ کو گرفتار کروایا اور پوچھا کیا آپؒ نے تو ہمارے کفر سے توبہ کی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا تم نے یہ بات علم یعنی دلیل سے کہی ہے یا صرف گمان یعنی اٹکل پچو سے کہی ہے؟ انہوں نے کہا صرف گمان سے آپؒ نے فرمایا (ان بعض الظن اثم) گمان گناہ ہے اور وہ تمہارے نزدیک کفر ہے تم اپنے کفر سے توبہ کرو انہوں نے کہا تو بھی توبہ کر (امام صاحبؒ نے فرمایا میں بھی تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہوں)۔ (الخیرات)

ضروری تنبیہ: بعض حاسدین نے امام صاحبؒ کی شان میں تنقید کی ایسی باتیں گھڑی ہیں جس سے وہ بری ہیں۔ اس قسم کے واقعات کو لے کر وہ کہتے ہیں کہ امام صاحب دو مرتبہ کافر ہو گئے تھے پھر ان کو توبہ کروائی گئی۔ حالانکہ یہ واقعہ خارجیوں کے ساتھ پیش آیا اور یہ تفصیل نہیں ہے بلکہ آپ کی رفع شان کا واقعہ ہے کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو ان سے مناظرہ کرتا، اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں برسائے۔

﴿واقعہ نمبر۲۶﴾

ضحاک مروزی جب کوفہ میں آیا تو اس نے قتل عام کا حکم دے دیا۔ امام ابوحنیفہؒ قمیض اور چادر پہنے ہوئے اس کے پاس گئے اور اس سے کہا، تو نے قتل عام کا حکم کیوں دیا؟ اس نے کہا کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے ہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کیا پہلے ان کا دین کچھ اور تھا کہ اب یہ اس سے پھر گئے ہیں یا یہی دین تھا جس پر وہ اب ہیں؟ ضحاک نے کہا آپ اپنی بات لوٹائیں، امام صاحبؒ نے پھر دوبارہ بات کی تو ضحاک نے کہا ہم غلطی پر ہیں تو اس نے قتل کا حکم واپس لے لیا۔ لوگوں نے امام صاحبؒ کی وجہ سے نجات پائی۔ (مناقب کردری)

﴿واقعہ نمبر۲۷﴾

امام اعمشؒ (بڑے محدث تھے) لیکن ان کی تیز مزاجی سے لوگ پریشان رہتے

تھے اسی تیز مزاجی کا نتیجہ تھا کہ ایک دن اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ اگر تو نے مجھے آٹا ختم ہونے کی اطلاع دی تو تجھے طلاق یا لکھ کر بھیجے تو بھی طلاق اگر کسی کو قاصد بنا کر روانہ کرے تو بھی طلاق یا کسی کے پاس تو اس کا تذکرہ کرے تا کہ وہ بعد میں مجھے بتلائے تو بھی طلاق اگر اشارہ سے بتائے تو بھی طلاق۔ اس سے ان کی بیوی بڑی پریشان ہوئی (کہ اب کوئی حل نہ تھا اطلاع کرتی ہے تو طلاق ورنہ فاقہ) کسی نے اس سے کہا امام ابو حنیفہؒ کے پاس جا، اس نے جا کر قصہ بیان کیا، امام صاحبؒ نے اس سے کہا کہ جب آٹا کی تھیلی خالی ہو جائے اور استاذ محترم سو جائے تو ان کے کپڑوں سے تھیلی باندھ دینا جب وہ بیدار ہو کر اس کو دیکھیں گے تو آٹے کا ختم ہونا خود سمجھ جائیں گے۔

امام اعمشؒ کی بیوی نے ایسا ہی کیا جب بیدار ہو کر یہ دیکھا تو بے ساختہ فرمانے لگے خدا کی قسم یہ ابو حنیفہؒ کی تدبیر ہے جب تک وہ زندہ ہے ہم کیسے عزت پا سکتے ہیں۔ اس نے تو ہمیں عورتوں میں بھی رسوا کر دیا ان کو یہ جتلا کر کہ ہماری عقل و فہم قلیل ہے۔

﴿واقعہ نمبر ۲۸﴾

گورنر ابن ہبیرہ کی انگوٹھی میں ایک نگ تھا جس پر لکھا ہوا تھا عطاء من عبداللہ۔ کہنے لگا مجھے یہ ناپسند ہے کہ غیر کے نام سے مہر لگاؤں اور اس کا مٹانا بھی ممکن نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا (ا در نقطہ بدل دو پھر ہو جائے گا عطاء من عند اللہ) اس حاضر جوابی پر ابن ہبیرہ بڑا حیران ہوا، اور کہنے لگا حضرت آپ اکثر ہمارے پاس تشریف لایا کریں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا میں تیرے پاس کیا کروں گا؟ اگر تو مجھے اپنے قریب کرے گا تو فتنہ میں ڈال دے گا، اور اگر تو مجھے اپنی مجلس سے دور کرے گا تو مجھے رسوا کرے گا۔ اور میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے نہیں کہ میں تجھ سے ڈروں یہی جواب امام ابو حنیفہؒ نے خلیفہ منصور اور امیر کوفہ عیسیٰ کو بھی دیا تھا جب انہوں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے پاس کثرت سے تشریف لاتے رہا کریں۔ (عقود الجمان)

﴿واقعہ نمبر۲۹﴾

امام صاحبؒ کے پڑوس کا مور چوری ہو گیا اس نے امام صاحبؒ سے شکایت کی امام ابوحنیفہؒ نے اس سے کہا خاموش رہ کسی کو اس کی خبر نہ دینا۔ جب اگلے روز نماز کیلئے مسجد میں سب لوگ جمع ہو گئے تو امام صاحبؒ نے فرمایا اس کو شرم کرنی چاہئے جو اپنے پڑوسی کا مور چوری کرتا ہے اور پھر نماز پڑھنے آ تا ہے حالانکہ مور کے پر کا اثر اس کے سر پر ہے یہ سن کر ایک شخص سر پر ہاتھ پھیرنے لگ گیا امام صاحبؒ نے اس شخص سے کہا اے فلاں اس کا مور واپس کر اس نے مور واپس کر دیا۔ (الخیرات)

﴿واقعہ نمبر۳۰﴾

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ پکتی ہنڈیا میں پرندہ گر کر مر گیا اس کا کیا حکم ہے۔ امام صاحبؒ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا بتاؤ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت پیش کی کہ اس کا شوربا گرا دیا جائے اور اس کا گوشت دھو کر استعمال کر لیں امام صاحبؒ نے فرمایا یہ اس صورت میں ہے جب سکون ہو لیکن جب ہنڈیا جوش مار رہی ہو اس وقت گوشت بھی گرا دیا جائیگا۔ ابن مبارکؒ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اس صورت میں اس کی نجاست صرف ظاہر تک اثر کرتی ہے۔ اور جوش مارنے کے وقت اس کا اثر گوشت کے اندر تک چلا جاتا ہے۔

﴿واقعہ نمبر۳۱﴾

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا کہ ایک شخص کے دو درہموں کے ساتھ دوسرے شخص کا ایک درہم مل گیا پھر ان میں سے دو گم ہو گئے لیکن یہ معلوم نہیں کہ کون سے ضائع ہوئے تو امام صاحبؒ نے فرمایا جو درہم باقی ہے وہ ان میں بطریق اخلاط تقسیم ہوگا یعنی جس کے دو تھے اس کو دو حصے اور جس کا ایک تھا اس کو ایک حصہ ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں پھر میں ابن شبرمہ سے ملا ان سے بھی یہی مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا یہ مسئلہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟ میں نے کہا ہاں ابوحنیفہؒ

سے فرمانے لگے انہوں نے فرمایا ہوگا باقی درہم بطریق اثلاث تقسیم ہوگا میں نے کہا ہاں فرمانے لگے اللہ کے بندہ نے غلطی کی پھر فرمایا جو درہم گم ہو گئے ان میں سے ایک تو یقینی طور پر دو والے کا ہے اور دوسرا دونوں کا اور تیسرا ان کے درمیان نصف ونصف تقسیم ہوگا ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے اس جواب کو پسند کیا۔ پھر میں امام ابوحنیفہؒ سے ملا وہ امام ابوحنیفہؒ اگر ان کی عقل کو نصف اہل زمین سے تولا جاتا تو ان کی عقل بڑھ جاتی۔ تو امام صاحبؒ نے مجھ سے پوچھا کیا تو ابن شبرمہ سے ملا تھا اور اس نے تجھے درہم کی تقسیم میں اس طرح کہا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جب تین درہم آپس میں خلط ملط ہو گئے تو ان میں شرکت لازم ہوگئی تو ایک درہم والے کے لئے ہر درہم میں ایک تہائی ہو گیا اور دو درہم والے کے لئے ہر درہم میں دو تہائی حصہ ہو گیا پس جو درہم بھی گم ہو گیا وہ دونوں کا اپنے اپنے حصہ کے بقدر گم ہو گیا اور جو باقی رہا وہ بھی اپنے اپنے حصہ کے بقدر باقی رہا۔
(مناقب کردری)

ضروری تفصیل: علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں جو امام ابوحنیفہؒ نے کہا وہ ظاہر ہے اس کے لئے جو اس قاعدہ کلیہ کو مانتا ہے کہ عدم تمیز کے ساتھ اختلاط شرکت مال مشترک کی تقسیم لازم ہے، اور جو ابن شبرمہ نے کہا یا اس کے نزدیک ہے جو شرکت کو تسلیم نہیں کرتا، تفصیل اس کی یہ ہے کہ دو گم شدہ درہموں سے ایک یقینی طور پر دو والے کا ہے باقی دو میں سے ہر ایک کا ایک ایک ہے لیکن اب فی الحال صرف ایک موجود ہے کسی کیلئے اس میں کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے اس لئے ان میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔

﴿واقعہ نمبر ۳۲﴾

کوفہ کے قاضی یحییٰ بن سعید نے امام صاحبؒ کی رائے پر اہل کوفہ نے جو کیا تھا اُس جماع کا انکار کر دیا تو امام ابوحنیفہؒ نے اپنے شاگردوں کو ان سے مناظرے کیلئے بھیجا ان میں امام ابو یوسف اور امام زفر بھی تھے۔ انہوں نے جا کر عرض کیا کہ حضرت

آپ اس غلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس کے دو مالک ہوں ایک ان میں سے آزاد کردے فرمانے لگے یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں دوسرے کا نقصان ہے اور یہی چیز اس سے مانع ہے انہوں نے عرض کیا حضرت اگر دوسرا بھی آزاد کردے فرمانے لگے پھر جائز ہے انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے دو متضاد باتیں کہیں اگر پہلا حق نفو و فضول تھا تو جب دوسرے نے آزاد کیا تو وہ غلام ہی تھا پھر حق کیسے نافذ ہوگا اس پر قاضی صاحب لاجواب ہوگئے اور خاموش ہوگئے۔ (تاریخ بغداد)

﴿واقعہ نمبر ۳۳﴾

امام ابوحنیفہؒ سے سوال کیا گیا کہ مؤذنین اقامت کے وقت کھانستے ہیں کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اقامت شروع کرنے لگے ہیں۔ کیونکہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ کبھی میں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ نماز میں مشغول ہوتے تو آپؐ کھانس کر مجھے اپنی نماز کی اطلاع کردیتے۔

﴿واقعہ نمبر ۳۴﴾

حضرت ابوحنیفہؒ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گا جب تک تو خود نہ بولے گی۔ (اس کے بعد) اس نے بھی قسم کھائی کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گی جب تک تو نہ بولے گا۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا تم دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ نہیں کیونکہ قسم نہیں ٹوٹی۔

جب حضرت سفیان ثوریؒ نے یہ فتویٰ سنا تو غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا آپ حرام کو حلال کرتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے (یعنی صحبت کو جائز قرار دیتے ہو کیونکہ حضرت سفیانؒ نے فتویٰ دیا تھا کہ ایک فرد پر ضرور کفارہ آئیگا) امام ابوحنیفہؒ نے

فرمایا جب اس کی بیوی نے اس کی قسم کے بعد قسم اٹھائی تو اس نے کلام کر لیا جس سے اس کی قسم ختم ہوگئی اب اگر یہ اس سے بات چیت کریگا تو اس پر کفارہ نہیں آئیگا اور نہ ہی اس پر گناہ ہوگا کیونکہ عورت کا کلام کرنا قسم کے بعد تھا جس سے اس کی قسم ختم ہوگئی۔ حضرت سفیان ثوریؒ یہ سن کر فرمانے لگے آپ پر ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جس سے ہم غافل ہیں بے خبر ہیں۔ (مناقب موفق ۱۳۳)

﴿واقعہ نمبر ۳۵﴾

امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بھائی فوت ہوگیا ہے اس نے میراث میں چھ سو دینار چھوڑے ہیں لیکن مجھے صرف ایک دینار ملا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے پوچھا تمہاری میراث کس نے تقسیم کی؟ اس نے کہا داؤد طائی نے۔ اس پر آپ نے فرمایا تیرے لئے صرف اتنا ہی حصہ ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے اس سے پوچھا کیا تیرے بھائی نے دو بیٹیاں، ماں، بیوی، بارہ بھائی، ایک بہن اپنے پیچھے نہیں چھوڑی؟ اس نے کہا بالکل۔ فرمایا دو ثلث یعنی 400 بیٹیوں کا چھٹا حصہ یعنی 100 ماں کا، ایک ثمن یعنی 75 بیوی کے، باقی پچیس رہ گئے چونکہ مرد کو عورت سے ڈبل حصہ ملتا ہے اس لئے ان کو دو دو ملے اور تجھے ایک ملا۔ (الخیرات)

﴿واقعہ نمبر ۳۶﴾

امام ابوحنیفہؒ ایک دن قاضی ابن ابی لیلیٰؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو قاضی صاحب نے فریقین کو بلوایا تا کہ امام صاحبؒ کو اپنا فیصلہ کرنے کا ہنر دکھائیں۔ دو شخص حاضر ہوئے ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے زانیہ کا بیٹا کہا ہے قاضی نے مدعا علیہ سے کہا تیرے پاس اس کا جواب ہے۔

امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحب سے کہا آپ مدعی علیہ سے کیسے جواب طلب کرتے ہیں جبکہ وہ پہلا شخص مدعی نہیں ہے کیونکہ مدعی تو اس کی ماں ہے کیا یہ اس کی طرف

سے وکیل بن سکتا ہے؟۔ قاضی نے کہا نہیں پھر امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحبؒ سے کہا آپ اس سے پوچھیں کیا اس کی ماں زندہ ہے یا فوت ہوگئی؟ قاضی صاحبؒ نے اس سے یہی سوال کیا اس نے کہا میری ماں فوت ہوگئی ہے۔ امام صاحبؒ نے قاضی صاحبؒ سے کہا اس کو کہیں کہ گواہوں سے ثابت کرے۔ کہ اس کی ماں فوت ہوگئی قاضی نے اس سے کہا اس نے گواہ پیش کئے۔

پھر امام ابوحنیفہؒ نے قاضی سے کہا اس سے پوچھو کیا اس کی ماں کا کوئی اور وارث ہے یا نہیں۔ قاضی صاحب نے پوچھا تو اس نے کہا نہیں میں اکیلا ہی وارث ہوں امام ابو حنیفہؒ نے قاضی صاحبؒ سے کہا اس سے کہو گواہ لائے اس نے گواہ پیش کئے۔

پھر امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحب سے کہا اس سے پوچھو تیری ماں آزاد تھی یا باندی۔ قاضی صاحب نے اس سے پوچھا۔ اس نے کہا آزاد۔ اس سے کہا گیا کہ گواہ لاؤ۔ اس نے گواہ پیش کئے پھر امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحب سے کہا اس سے پوچھو کہ اس کی ماں مسلمان تھی یا ذمیہ؟ اس نے کہا مسلمان اس سے کہا گیا اس پر گواہ لاؤ اس نے گواہ پیش کئے۔

تب امام صاحبؒ نے قاضی سے کہا اب مدعا علیہ سے اس کا جواب طلب کرو (یہ دیکھ کر قاضی صاحب حیران رہ گئے کہ لینے کے دینے پڑ گئے)۔ (مناقب موفق)

﴿واقعہ نمبر ۳۷﴾

ایک شخص نے ایک عورت سے پوشیدہ نکاح کیا جب اس شخص نے بچہ جنا تو اس نے بچہ کا انکار کر دیا کہ میرا تو نکاح ہی نہیں ہوا۔ اس عورت نے قاضی ابن ابی لیلیٰ کی عدالت میں مقدمہ درج کرا دیا۔ قاضی نے کہا گواہ لاؤ اس عورت نے کہا نکاح اس پر ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ ولی ہے اور دونوں فرشتے گواہ ہیں قاضی صاحب نے مقدمہ خارج کر دیا۔

وہ عورت امام ابوحنیفہؒ کے پاس آئی اور قصہ سنایا امام صاحبؒ نے کہا قاضی کے پاس جاؤ اس سے کہو کہ اس شخص کو حاضر کرے میں اس پر گواہ پیش کرتی ہوں۔ قاضی نے مدعا علیہ کو حاضر کیا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ تو کہہ کہ میں ولی اور گواہوں کا انکار کرتا

ہوں۔ وہ یہ بات نہ کہہ سکا (کیونکہ اس نے ولی اللہ تعالیٰ کو بنایا تھا) اور اس نے نکاح کا اقرار کیا، جس سے مہر بھی لازم ہو گیا اور لڑکا بھی اس کے حوالہ کر دیا گیا۔ (الانتقاء)

ضروری تنبیہ: اس سے یہ بات دل میں نہ آئے کہ یہ نکاح بغیر گواہوں اور ولی کے ہوا کیونکہ اس صورت میں تو نکاح باطل ہے بلکہ وہ نکاح دو مجہول گواہوں کی موجودگی میں پوشیدہ طور پر ہوا تھا۔ جب عورت اس کے ثابت کرنے پر قادر نہ ہوئی تو امام صاحبؒ نے اس کی تدبیر بتلائی تاکہ اگر عورت سچی ہو تو وہ اقرار کر لے اور یہ اس کو اللہ تعالیٰ سے ڈراتا تھا اور صحیح بات وہی تھی جو امام ابوحنیفہؒ کو الہام کی گئی۔

﴿واقعہ نمبر ۳۸﴾

حضرت عطاءؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے اس آیت (وآتیناہ اہلہ ومثلہم معہم) کا مطلب پوچھا کہ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام پر ان کے اہل کو لوٹایا اور اس کے مثل اور اولاد بھی لوٹائی۔ عرض کیا، کیا اللہ تعالیٰ نبی کو ایسی اولاد لوٹائی جو ان کے صلب سے نہیں تھی؟ (یہ تو عجیب بات ہے) امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا آپ نے اس بارے میں کیا سنا ہے؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر اولاد صلبی کو لوٹایا اور اس کے برابر اجر کو لوٹایا بس یہی بہتر ہے۔ (سیرۃ النعمان)

ضروری تنبیہ: ان دونوں باتوں میں کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اولاد دی ہو اور اس عدد کے بقدر اس بیوی سے بھی اولاد دی ہو جس کے بارے میں ارشاد ہے (خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث) اور آیت سے یہی معنی ظاہر اور واضح ہے۔

﴿واقعہ نمبر ۳۹﴾

ایک شخص کی پاگل باندی نے اس سے کہا اے زانی ماں باپ کے بیٹے یہ بات جب قاضی ابن ابی لیلیٰ تک پہنچی تو انہوں نے باندی کو مسجد میں کھڑا کر کے دو حدیں لگوائیں (ایک اس کے باپ پر تہمت کی وجہ سے دوسری اس کی ماں پر تہمت کی وجہ سے

)امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا قاضی صاحب نے اس ایک فیصلہ میں چھ غلطیاں کی ہیں۔ 1۔ پاگل پر حد لگائی۔ 2۔ مسجد میں حد لگائی (جبکہ مسجد میں حد لگانا منع ہے)۔ 3۔ کھڑا کر کے حد لگائی جبکہ عورت کو بٹھا کر حد لگائی جاتی ہے۔ 4۔ دو حدیں لگائیں حالانکہ اس نے ایک ہی کلمہ سے تہمت لگائی ہے کیونکہ اگر ایک کلمہ سے پوری قوم کو تہمت لگائی جائے تو بھی صرف ایک ہی حد لازم ہے۔ دعویٰ کرنا اس کے ماں اور باپ کا حق تھا جبکہ وہ دونوں غائب ہیں۔ 5۔ دوسری حد پہلی سے صحت یاب ہونے پر لگائی جاتی ہے لیکن انہوں نے اکٹھی ہی لگا دیں جب یہ خبر قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس پہنچی تو انہوں نے شکایت کی (کہ یہ شخص فتوے دے کر ہمیں لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرتا ہے) اس پر امیر نے امام ابو حنیفہؒ کو فتویٰ دینے سے منع کر دیا پھر سائل عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس آئے۔ امام ابوحنیفہؒ سے ان کے بارے میں سوال ہوا آپ نے ایسے عجیب جوابات دیئے کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو پسند کیا پھر ان کو اجازت ملی پھر وہ اپنی مجلس میں بیٹھے۔

(یعنی دار الافتاء میں الانتقاص)

﴿واقعہ نمبر ۴۰﴾

ایک شخص کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں۔ اس نے حضرت شریکؒ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے فرمایا طلاق دے کر پھر رجوع کر لے پھر اس شخص نے حضرت سفیان ثوریؒ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے فرمایا تو اس طرح کہا اگر میں نے طلاق دی تھی تو میں رجوع کرتا ہوں۔ پھر اس نے یہ مسئلہ امام زفرؒ سے پوچھا انہوں نے فرمایا وہ تیری اس وقت تک بیوی ہے جب تک تجھے طلاق کا یقین نہ ہو جائے اس پر امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ سفیان ثوریؒ کا فتویٰ تقویٰ کے مطابق تھا اور امام زفرؒ نے خالص فقہ سے مسئلہ بتایا ہے۔ (کیونکہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا) اور شریک کی مثال اس طرح ہے جیسے ایک آدمی کو کہے کہ مجھے اپنے کپڑے پر پیشاب لگنے کا شک ہے اس سے کہا جائے کہ تو اپنے کپڑے پر پیشاب کر لے پھر اسے دھو لے۔ (مناقب موفق)

ضروری وضاحت: اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان آئمہ میں اختلاف تھا کیونکہ اس پر تو اجماع ہے کہ شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ اختلاف افضل وغیر افضل میں تھا۔ حضرت شریکؒ نے کہا کہ طلاق دے کر رجوع کرے کیونکہ شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ شک سے رجعت لازم ہوتی ہے اور طلاق کی تعلیق میں اختلاف ہے اور حضرت سفیان ثوریؒ کے نزدیک تعلیق جائز ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں اور امام زفرؒ نے مسئلہ بتلایا کہ طلاق واقع ہی نہیں ہوئی۔

﴿واقعہ نمبر ۴۱﴾

امام ابوحنیفہؒ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ وہ شخص کیا کرے جس نے یہ قسم کھائی ہو کہ اگر میں آج کے دن غسل جنابت کروں تو میری بیوی کو طلاق، پھر یہ قسم کھائی کہ اگر میری آج کوئی نماز قضا ہو جائے تب بھی تین طلاق، اور اگر میں آج کے دن میں اپنی بیوی سے جماع نہ کروں تو بھی تین طلاق۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا (یہ مسئلہ بہت آسان ہے) وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر صحبت کرے پھر غروب کے بعد غسل کرے پھر مغرب وعشاء کی نماز پڑھے کیونکہ آج کے دن سے پانچ نمازیں مراد ہیں۔ (لوگ حیران ہو گئے)۔

(اخبار ابی حنیفہ)

﴿واقعہ نمبر ۴۲﴾

ایک عورت نے دو جڑویں بچے جنے ان میں سے ایک فوت ہو گیا اور ایک زندہ رہا تو علماء کوفہ نے کہا کہ ان دونوں کو دفن کرو۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا نہیں بمردہ کو دفن کردو اور زندہ کو زمین سے باہر رکھو اس طرح زمین کی مٹی دونوں کو علیحدہ کر دے گی، تو لوگوں نے ایسا ہی کیا تو وہ جدا ہو گیا اور زندہ رہا اس کا نام امام ابوحنیفہؒ کا غلام پڑ گیا۔

﴿واقعہ نمبر ۴۳﴾

ایک مسافر اجنبی شخص اپنی خوبصورت بیوی کے ساتھ کوفہ آیا، ایک کوفی اس کی

بیوی پر فریفتہ ہوگیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور عورت بھی اس کی طرف مائل ہوگئی۔ (قاضی نے اجنبی سے نکاح کے گواہ طلب کئے) وہ اثبات نکاح سے عاجز آ گیا۔ پھر یہ مسئلہ امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ امام ابوحنیفہؒ اور قاضی ابن ابی لیلیٰ اور دو شخص اور چند عورتیں اس کے خیمہ کی طرف گئے وہاں پہنچ کر امام صاحبؒ نے مقامی عورتوں کو حکم دیا کہ اس کے خیمہ میں داخل ہو جاؤ، جب وہ داخل ہونے لگیں تو (اس اجنبی کا) کتا ان کو بھونکنے لگا، اور کاٹنے کیلئے بھاگا۔ پھر امام ابوحنیفہؒ نے اس اجنبی عورت کو خیمہ میں داخل ہونے کو کہا تو کتا اس کے ارد گرد چکر لگانے اور دم ہلانے لگا۔ (اس پر امام صاحبؒ نے فرمایا کتا تو ابھی تک تجھے نہیں بھولا لیکن تو اپنے خاوند کو بھول گئی) اس پر عورت نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا، امام صاحبؒ نے فرمایا حق واضح ہوگیا۔ (الخیرات)

﴿واقعہ نمبر ۴۴﴾

امام صاحبؒ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ انڈا نہیں کھائے گا، پھر اس نے قسم اٹھائی کہ فلاں کی جیب میں جو چیز ہے اس کو ضرور کھائے گا۔ جب اس شخص کی جیب دیکھی گئی تو انڈا نکلا اب کیا کرے؟

امام ابوحنیفہؒ (میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں) نے فرمایا اس انڈا کو مرغی کے نیچے رکھو وہ جب بچہ نکل آئے تو بھون کر کھالے یا اس کو شوربے میں پکائے اور شوربے سمیت کھا جائے۔

ضروری وضاحت: علامہ ابن حجر مکیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس کو حلوا میں پکائے اور پھر کھائے کیونکہ وہ انڈا اب انڈا نہیں رہا اور کھایا بھی گیا۔

﴿واقعہ نمبر ۴۵﴾

امام ابوحنیفہؒ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر تھی اس نے کہا اگر تو اوپر چڑھے تو طلاق اور اگر نیچے اترے تو بھی طلاق اب کیا کرے؟

امام صاحبؒ نے فرمایا چند آدمی سیڑھی اٹھا کر زمین پر رکھ دیں (دوسری صورت) یا اس عورت کو چند عورتیں اس کے ارادہ کے بغیر زبردستی اٹھا کر نیچے لے آئیں تو طلاق نہیں پڑے گی۔(مناقب کردری)

﴿واقعہ نمبر ۴۶﴾

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ اور محمد بن حسن بن علیؓ جمع ہوئے (جن کو امام جعفر صادقؒ کہا جاتا ہے) تو حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا کیا آپ ہی ہیں جو اپنے قیاس کی بناء پر میرے جد امجد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں؟ امام صاحبؒ نے عرض کیا تشریف رکھیں۔ آپ کے لئے عظمت اور بڑائی ہے جیسا کہ آپ کے نانا علیہ السلام کے لئے عظمت اور بڑائی تھی۔ حضرت تشریف فرما ہوئے تو امام صاحبؒ گھٹنوں کے بل ان کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔

حضرت مرد کمزور ہے یا عورت؟

فرمایا عورت

عرض کیا عورت کا کتنا حصہ ہے؟

فرمایا مرد سے نصف

عرض کیا اگر میں قیاس سے کہتا تو عورت کیلئے کامل اور مرد کیلئے نصف کا حکم کرتا لیکن ایسا نہیں۔

پھر عرض کیا نماز افضل ہے یا روزہ؟

فرمایا نماز

عرض کیا اگر میں قیاس سے فیصلہ کرتا تو حائضہ کو نماز کی قضاء کا حکم دیتا نہ کہ روزہ کی۔

پھر عرض کیا پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟

فرمایا پیشاب

عرض کیا اگر میں قیاس سے حکم لگا تا تو پیشاب سے غسل کا حکم دیتا نہ کہ منی سے۔
پھر فرمایا معاذ اللہ یہ کہ میں کوئی بات خلاف حدیث کہوں بلکہ میں تو حدیث کا خادم ہوں، یہ سنکر حضرت جعفر صادقؒ کھڑے ہوئے اور ان کا بوسہ لیا۔ (یعنی امام صاحبؒ کی پیشانی کو چوما) (مناقب موفق)

﴿واقعہ نمبر ۴۷﴾

امام ابوحنیفہؒ نے اپنے بعض شاگردوں کے بارے میں ایک بات کہی تھی وہ ویسے ہی ہوئی۔
امام زفرؒ اور داؤد طائیؒ سے کہا تھا تم عبادت کے لئے خلوت اختیار کرلوگے اور امام ابو یوسفؒ سے کہا تھا تم دنیا میں مشغول ہو جاؤ گے تو ایسا ہی ہوا۔ (امام ابو یوسف قاضی بن گئے اگر چہ یہ بھی دین کا شعبہ ہے لیکن بظاہر دنیا ہی ہے)۔
لمبی داڑھی: امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جب تم کسی لمبی داڑھی والے شخص کو دیکھو تو اس کو بے وقوف سمجھو۔ یہ قاعدہ کلیہ نہیں اکثر یہ ہے آج کل کے غیر مقلدین لمبی داڑھی والے ہیں اس لئے سب عقل سے کورے ہیں۔ نیز لمبی داڑھی سے مراد وہ ہے جو ایک قبضہ یعنی مٹھی سے زیادہ ہو کیونکہ ایک مٹھی داڑھی واجب ہے اس سے کم داڑھی رکھنے والے نہ رکھنے والوں سے بھی بڑے مجرم ہیں جیسے کہ آج کل مودودی جماعت نے رسم نکالی ہے۔ (مؤلف)
اور جب کسی طویل قد کو عقل مند پاؤ اس کو غنیمت جانو کیونکہ لمبے قد والے بہت کم ہی عقل مند ہوتے ہیں۔

﴿واقعہ نمبر ۴۸﴾

امام ابوحنیفہؒ کے پوتے اسماعیل بن حماد فرماتے ہیں کہ ہمارے محلّہ میں ایک چکی پینے والا رہتا تھا جو نہایت غالی قسم کا شیعہ تھا۔ اس نے ایک مرتبہ یہ حرکت کی کہ اپنے دو خچروں میں سے ایک کا نام (معاذ اللہ) ابوبکرؓ رکھا اور دوسرے کا نام عمرؓ۔ خدا کا کرنا ایسا

ہوا کہ کچھ ہی عرصہ بعد ان ہی میں سے ایک نے اسے دولتیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ میرے دادا امام ابوحنیفہؒ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ذرا جا کر دیکھو جس خچر نے اسے قتل کیا ہے وہ وہ ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا لوگوں نے جا کر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ واقعتہً وہ وہی خچر تھا۔ (حیوۃ الحیوان)

﴿واقعہ نمبر ۴۹﴾

روایت ہے کہ امام ابوحنیفہؒ ایک دن اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں خارجیوں کا ایک گروہ ننگی تلواریں لئے آ پہنچا۔ انہوں نے کہا اے ابوحنیفہؒ ہم آپ سے دو مسئلوں کے متعلق سوال کرتے ہیں اگر آپ نے انکا جواب درست دیا تو آپ ہم سے بچ جائیں گے ورنہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے۔

آپ نے فرمایا اپنی تلواروں کو نیام میں ڈالو اس لئے کہ ان کو دیکھنے کی وجہ سے میرا دل دوسری طرف متوجہ ہوتا ہے (اس لئے کہ امام صاحبؒ کی عادت تھی کہ توجہ کے بغیر مسئلہ کا جواب نہ دیتے تھے)۔ انہوں نے کہا ہم تلواروں کو نیام میں کیسے ڈالیں ہم تو آپ کی گردن کو نیام بنانے میں بہت بڑے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا اب سوال کرو؟

انہوں نے کہا دروازے پر دو جنازے آئے ہوئے ہیں ایک ان میں سے وہ آدمی ہے جس نے شراب پی ہے اور زیادہ پینے کی وجہ سے بے ہوش ہو کر مر گیا ہے۔ اور دوسری عورت ہے جو زنا کی وجہ سے حاملہ تھی بچے کی پیدائش کے دوران وفات پا گئی ہے۔ توبہ کرنے سے پہلے وہ دونوں کافر ہیں یا مومن؟

اور ان سوال کرنے والے خارجیوں کا مذہب یہ تھا کہ گناہ کبیرہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اگر امام صاحبؒ فرماتے کہ وہ مومن ہیں تو وہ امام صاحبؒ کو قتل کر دیتے۔

امام صاحبؒ نے فرمایا وہ دونوں کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا وہ یہودی ہیں انہوں نے کہا نہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا تو کیا وہ نصاریٰ ہیں؟ انہوں نے کہا

نہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا تو کیا وہ مجوس ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ امام صاحب نے پوچھا کیا وہ بت پرست ہیں؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا تو پھر وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں؟

انہوں نے کہا وہ مسلمانوں میں سے ہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا تم نے اپنے سوال کا جواب خود دے دیا۔ انہوں نے کہا وہ کس طرح؟ امام صاحبؒ نے فرمایا جب تم نے خود اعتراف کر لیا کہ وہ مسلمان ہیں تو جو آدمی مسلمان ہو تم اسے کیسے کافروں میں سے شمار کرو گے۔

انہوں نے کہا وہ اہل جنت سے ہیں یا اہل دوزخ سے؟

امام صاحب نے فرمایا میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم (جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے)۔ اور میں وہی کہتا ہوں جو عیسٰی روح اللہ علیہ السلام نے کہا تھا۔

ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم (اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو غالب حکمت والا ہے)۔

یہ سن کر وہ (خارجی) اپنے غلط عقیدے سے تائب ہو گئے اور امام صاحبؒ سے معذرت کی۔

﴿واقعہ نمبر ۵۰﴾

امام اعظم ابوحنیفہؒ ایک دن مسجد میں اپنے شاگردوں کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے ایک سیب نکالا جو ایک طرف سے زرد رنگ تھا دوسری طرف سے سرخ رنگ کا اور اس کو امام صاحبؒ کے سامنے رکھ دیا اور کچھ بات نہ کی۔ امام صاحب نے اسے لیا اور دو ٹکڑے کر دیا عورت یہ دیکھ کر کھڑی ہوئی اور چلی گئی۔ امام صاحبؒ کے ہمنشیں اس راز کو نہ سمجھے تو سوال کیا؟ امام صاحب نے فرمایا کہ اس کے اس رنگ کے سیب لانے کا مطلب یہ تھا کہ کبھی اس کو زرد رنگ کا خون آتا ہے کبھی

سرخ رنگ کا ہو جاتا ہے۔ تو ان دونوں میں سے کون سا حیض ہوگا اور کونسا طہر میں شمار ہوگا
۔ تو میں نے اس سیب کو کاٹ کر اندر سے سفیدی دکھائی جب تک خالص سفیدی نہ دیکھے
سارا حیض شمار ہوگا پاک نہ ہوگی۔ (الروض الفائق)

﴿واقعہ نمبر ۱۵﴾

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (امیر المومنین فی الحدیث) سے روایت ہے
فرماتے ہیں میں نے سفیان ثوریؒ سے کہا کہ میں نے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے زیادہ غیبت
سے پرہیز کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو کبھی اپنے دشمن کے متعلق بھی غیبت
کرتے نہیں سنا۔

سفیان ثوریؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم وہ زیادہ سمجھ دار ہیں اس بات سے کہ (وہ
کسی کی غیبت کر کے) اپنے نیکیوں پر ایسے آدمی کو مسلط کریں جو انگی نیکیاں لے اڑے۔

(مناقب الائمۃ الاربعہ)

بقول محدث معلوم ہوا کہ دنیا میں سب سے زیادہ بیوقوف قوم غیر مقلدین کی ہے
جو سارا دن ائمہ کی غیبت کر کے اپنی نیکیاں اول تو ہوں گی نہیں اگر ہوں بھی تو ان سے تہی
دست و تہی دامن ہو رہے ہیں۔

حضرت علی بن عاصمؒ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر امام اعظم ابوحنیفہؒ
کی عقل کو روئے زمین پر بسنے والے آدھے لوگوں کی عقل کے ساتھ وزن کیا جائے تو
امام صاحبؒ کی عقل کا پلڑا جھک جائے۔

اور اگر امام صاحبؒ کے علم کو ان کے ہم زمان علماء کے علم سے وزن کیا جائے تو
اکیلے امام صاحبؒ کے علم کا پلڑا بھاری ہوگا۔

(مناقب ابی حنیفہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۰، المنبلاء جلد ۶ صفحہ ۴۰۳)

حاتم بن آدم نے فرمایا کہ میں نے فضل بن موسیٰ السینانی سے کہا کہ ان لوگوں کے
بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو امام اعظم ابوحنیفہؒ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔

حدیث کے امام فضل بن موسیٰ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ نے ایسے علمی نکات اور فقہی مشکلات کا حل پیش کیا ہے تو کچھ ان کی سمجھ میں آیا اور کچھ ان کی سمجھ سے بالاتر تھا تو یہ لوگ ان سے حسد کرنے لگے۔ (الانتقاء)

معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ کے حاسد ابتداء ہی سے پیدا ہو گئے تھے اور حسد کی بیماری کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ لوگ کم عقل کم فہم اور علم سے کورے تھے۔

واقعہ نمبر ۵۲

علی بن محمد نے بیان کیا کہ ہمیں ابو مطیع نے خبر دی کہ ایک آدمی نے وفات پائی اور اس نے امام ابوحنیفہؒ کیلئے (مال میں سے) وصیت کی اور امام صاحب وہاں موجود نہ تھے جب امام صاحب واپس آئے تو انہوں نے (قاضی وقت) ابن شبرمہ کی طرف رجوع کیا۔ اور اس وصیت کا ذکر کیا اور اپنے دعوے پر گواہ قائم کر دیے۔ ابن شبرمہ نے کہا اے ابوحنیفہؒ تو اس بات پر قسم اٹھاتا ہے کہ تیرے گواہوں نے سچی گواہی دی ہے؟ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا مجھ پر تو قسم آتی ہی نہیں اس لئے کہ میں تو غائب تھا انہوں نے کہا آپ کے قیاسات سب غلط ہو گئے۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ آپ اس نابینے کے حق میں کیا فیصلہ دیتے ہیں جس کا سر زخمی کر دیا گیا ہو اس کیلئے دو گواہ گواہی دیں فلاں نے سر زخمی کیا ہے۔ کیا اس پر قسم آتی ہے کہ اس کے گواہوں نے حق گواہی دی ہے۔ (قاضی ابن شبرمہ لاجواب ہو گئے) اور امام صاحبؒ کے حق میں وصیت کو نافذ قرار دیا۔ (الانتقاء)

ابوجعفر الحنفیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب امام ابوحنیفہؒ کو کسی مسئلے میں مشکل پیش آتی اور قرآن وسنت سے اس مسئلے کا حل مشکل ہو جاتا تو اپنے شاگردوں سے فرماتے یہ میرے کسی گناہ کا نتیجہ ہے جو مجھ سے سرزد ہو گیا۔ اور پھر استغفار کرتے اور کھڑے ہوتے اور وضو کر کے دو رکعت (صلوٰۃ التوبہ) پڑھتے اور استغفار کرتے۔ پھر آپ کو اس مسئلے میں انشراح حاصل ہو جاتا تو فرماتے کہ مجھے خوشخبری

ملی ہے کہ جو میں نے امید کی تھی اللہ نے میری توبہ قبول فرمالی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے مسئلے کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں پالیا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ جب امام صاحبؒ کی یہ عادت محدث فضیل بن عیاض کو پہنچی تو وہ بہت زیادہ روئے پھر فرمایا واللہ یہ امام ابوحنیفہؒ کے گناہوں کے کم ہونے کا نتیجہ ہے ورنہ ان کے علاوہ تو کسی کو اس پر تنبیہ بھی نہیں ہوتی۔

﴿واقعہ نمبر ۵۳﴾

بشر بن الولید نے خبر دی کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ایک آدمی امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک چیز کہیں دفن کی ہے اب معلوم نہیں گھر میں کہاں دفن کی ہے۔ انہوں نے فرمایا اگر میں سوچ و بچار کروں تو بھی نہیں معلوم کر سکتا راوی کہتا ہے کہ وہ آدمی رو پڑا۔ ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ مجھے اپنے گھر میں لے چلو وہ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ان کے شاگردوں کی ایک جماعت بھی کھڑی ہوئی۔ اس آدمی کے گھر پہنچے وہ امام صاحبؒ کو اپنے گھر کے اندر لے گیا تو انہوں نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اگر یہ تمہارا گھر ہوا اور تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہو جسے تم دفن کرنا چاہو تو کہاں دفن کرو گے؟ ان میں سے ایک نے کہا میں یہاں دفن کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں یہاں کروں گا تیسرے نے تیسری جگہ بتائی اسی طرح پانچ مختلف جگہیں سامنے آ گئیں۔ راوی کہتا ہے کہ تیسری جگہ کھودی گئی تو دفینہ نکل آیا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اس ذات کا شکر ادا کر جس نے تجھے مال واپس لوٹا دیا۔ (مناقب ابی حنیفہ)

﴿واقعہ نمبر ۵۴﴾

حکایت بیان کی گئی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ ایک دن امیر کوفہ ابن ہبیرہ کے پاس تشریف لے گئے ان کے پاس ایک آدمی کو دیکھا کہ جو ایک بڑی بات کے ساتھ متہم تھا۔ ابن ہبیرہ نے اسکے قتل کا حکم دے رکھا تھا۔ امام ابوحنیفہؒ کو جب اس آدمی نے دیکھا کہ

ابن ہبیرہ نے ان کا بہت زیادہ اکرام کیا ہے اس نے کہا کہ یہ شیخ مجھے جانتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کیا تو وہ نہیں جس نے آذان دی تھی اور آخر میں لا الٰہ الا اللہ پر آواز کو لمبا کیا تھا اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں۔ آپ نے فرمایا آذان دے تاکہ میں تیری آواز کو سنوں اس نے جلدی جلدی آذان دی امام ابوحنیفہؒ نے ابن ہبیرہ سے فرمایا یہ اچھا آدمی ہے ابن ہبیرہ نے اس کو چھوڑ دیا۔

امام صاحبؒ کی غرض آذان دلوانے سے شہادتیں کا اقرار کرانا تھا (غالباً وہ آدمی کفر کے ساتھ متہم تھا) تاکہ اس کی خلاصی کا وسیلہ بنا سکیں اسی لئے اذان کا حکم دیا۔

﴿واقعہ نمبر ۵۵﴾

ابو ہدر سے روایت ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ کوفہ میں ایک بخیل آدمی تھا۔ اس نے ہزار درہم جمع کیے اور ایک تھیلی میں بند کر کے کوفہ کے ایک صحراء میں دفن کر دیا (بعد ایام کے) جب تلاش کیا وہاں نہ پایا تو (فرط غم میں) چند دن اس پر اس طرح گزر گئے کہ اس نے نہ کچھ کھایا نہ پیا اس سے اس کے ایک پڑوسی نے کہا کیا تو پسند کریگا کہ میں تجھے اس تھیلی کا پتہ بتاؤں؟۔ امام ابوحنیفہؒ کے پاس جا وہ اپنی فراست سے تجھے اس کا حل بتائیں گے۔ وہ امام صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں اللہ سے مدد کا سوال کرتا ہوں پھر تجھ سے میری مدد کر اور مکمل قصہ بیان کیا۔ امام ابوحنیفہؒ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اس صحراء میں پہنچے، دیکھا کہ ایک قوم کوئلہ نکالنے میں مصروف ہے۔ امام صاحبؒ نے ان سے فرمایا کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جو تمہارے ساتھ کوئلہ نکالا کرتا تھا پھر چھوڑ گیا۔ انہوں نے ایک گھڑی غور و فکر کیا پھر کہا ہاں فلاں شخص ہے جسے زرزر کہا جاتا ہے۔ فرمایا اس کی رہائش کہاں ہے انہوں نے کہا فلاں کے حمام کے پاس امام صاحب وہاں تشریف لے گئے اس آدمی کو ساتھ لے کر صاحب حمام سے کہا یہاں ایک آدمی ہے جس کا لقب زرزر ہے کیا تو اس کو پہچانتا ہے۔ اس نے کہا وہ اس مکان میں ہے امام صاحبؒ اس کے پاس آئے۔ امام صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو خلوت میں لے گئے اور اس سے فرمایا وہ جو دفینہ فلاں جگہ میں تھا اور تجھے ملا وہ واپس کر دے یہ آدمی اس کا مالک ہے اور

تجھے دیکھنے والی وہ ذات ہے جس نے اس کو دینے پر گواہی دی ہے۔ یعنی رب العلمین تو اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور بات کرنے میں لڑکھڑانے لگا۔ اس نے کہا اے ابوحنیفہؒ میں نے تو اس میں سے پچاس ساٹھ درہم خرچ کر ڈالے ہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا میں اس ۔ے اپنے کے مطالبے کے بارے میں بات کرتا ہوں۔ تو باقی لوٹا دے وہ فوراً جیسے گڑھے میں داخل ہوا اور ریت میں چھپی ہوئی درہموں کی تھیلی نکال لایا۔ اس طرح امام صاحبؒ کی فراست سے مستحق کو حق مل گیا۔

(مناقب ابی حنیفہؒ)

﴿واقعہ نمبر ۵۶﴾

عبدالرحمٰن صفوری شافعی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے بعض علماء نے بیان کیا کہ ایک بار امام ابوحنیفہؒ کے حاسدوں نے چاہا کہ انکی بات کو بٹہ اور شہرت کو دھبہ لگائیں۔ اس ارادہ سے ایک عورت کو کچھ دے دلا کر اس امر پر آمادہ کیا کہ ابوحنیفہؒ کو رات کے وقت اپنے گھر بلائے اور لوگوں پر ظاہر کرے کہ انہوں نے میری آبرو ریزی کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ پچھلی رات کو وہ نماز صبح کے ارادہ سے جامع مسجد میں جا رہے تھے کہ وہ ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ میرا خاوند بیمار پڑا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کچھ وصیت کر لے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وصیت سے پہلے اس کا انتقال نہ ہو جائے ذرا آپ میرے ساتھ چلے چلئے۔ چنانچہ وہ اس کے ہمراہ اس کے گھر میں داخل ہوئے اس نے کواڑ بند کر لئے اور چلانے لگی۔ حاسدین جو تاک میں تھے آ پہنچے اور امام صاحبؒ کو اور اس عورت کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس لے گئے۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ طلوع آفتاب تک ان دونوں کو قید خانے میں رکھو۔ امام صاحب قید خانے میں نماز پڑھنے لگے وہ عورت نادم ہوئی اور لوگوں نے جو اسے سکھایا پڑھایا تھا ان سے بیان کر دیا۔ امام صاحبؒ نے اس سے کہا کہ داروغہ جیل سے کہہ کہ مجھے ایک ضرورت درپیش ہے میں جاتی ہوں اور ابھی لوٹ آؤں گی۔ یہ کہہ کر امام حماد یعنی میری بیوی کے پاس جا اور سارا ماجرا بیان کر کے کہہ دے وہ

میرے پاس اس وقت چلی آئے اور تو اپنا راستہ لے۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور امام صاحب کی بیوی آ گئیں۔ جب آفتاب نکلا تو خلیفہ نے امام صاحبؒ اور عورت کو طلب کیا۔ اور امام صاحب سے کہا تمہیں بھتیجے کے ساتھ خلوت میں رہنا کس طرح جائز تھا؟۔ ابوحنیفہؒ نے جواب دیا فلاں شخص کو میرے پاس بلوا دیجئے یعنی اپنے سسر کو بلوایا۔ جب وہ آئے تو آپ نے اپنی بیوی کا منہ کھول کر انہیں دکھلا دیا اور پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے اپنی بیٹی کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا یہ میری بیٹی ہے۔ میں نے امام صاحبؒ کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تھا۔ پس اس طرح خدا نے ان کو ادا نبھا کیا اور ان کی آبرو محفوظ رہی۔

سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہؒ کو کبھی کسی دشمن کی برائی کرتے نہیں سنا۔

علی ابن ابی عاصم کہتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہؒ کی عقل کا آدھی روئے زمین کے لوگوں کی عقل سے موازنہ کیا جائے تو امام صاحبؒ ہی کی عقل غالب رہے گی۔

امام ابوحنیفہؒ کے اشعار میں سے یہ شعر ہیں۔

اشعار

ان یحسدونی فانی غیر لا ئمهم ۔۔۔ قبلی من الناس اهل الفضل قد حسد وا

فدام لی ولهم مابی و ما بهم ۔۔۔ ومات اکثر نا غیظا بما یجد

یعنی اگر لوگ مجھ سے حسد کریں تو میں ان کو کبھی برا بھلا نہ کہوں گا میرے سوا اور اہل فضل پر بھی (لوگوں کو) حسد ہوتا رہا ہے لیکن جو مجھ میں اور ان میں (فضل وکمال) ہے (وہ ویسا ہی رہا) اور ہمارے بہتیرے (حاسد) حسد کے مارے مر کھپ گئے۔ جعفر بن ربیع کہتے ہیں میں پانچ برس تک امام ابوحنیفہؒ کے پاس رہا۔ ان سے زیادہ دیر تک خاموش رہنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ لیکن جب کبھی کوئی فقہ کی بات ان سے پوچھی گئی تو اس وقت کھل کر وادی کی طرح بہہ نکلے یعنی خوب وضاحت کی۔

امام شافعیؒ کا قول ہے کہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہؒ کے عیال ہیں۔ (خیر المجالس)

﴿واقعہ نمبر ۵۷﴾

خطیب خوارزمی نے حکایت بیان کی ہے کہ بادشاہ روم نے مسلمانوں کے خلیفہ وقت کے ایک قاصد کے ہاتھ مال دے کر روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان کے علماء سے تین باتوں کا سوال کرے۔ اگر وہ جواب دے دیں تو یہ مال ان پر خرچ کر دے اگر جواب نہ دے سکیں تو مسلمانوں سے خراج طلب کرے۔ اس نے علماء زمانہ سے سوال کیا لیکن کوئی بھی جواب نہ دے سکا اور امام ابوحنیفہؒ اس وقت ابھی بچے تھے۔ اپنے والد کے ساتھ اس مجلس میں حاضر ہوئے تھے انہوں نے اپنے والد سے رومی کے جواب کی اجازت طلب کی مگر والد نے اجازت نہ دی۔ تو امام صاحب خود ہی کھڑے ہو گئے اور خلیفہ سے اجازت طلب کی اس نے ان کو اجازت مرحمت فرما دی۔ رومی (قاصد) منبر پر بیٹھا تھا امام صاحب نے فرمایا کیا تم سائل ہو اس نے کہا ہاں امام صاحب نے فرمایا منبر سے نیچے اترو اور میرے بیٹھنے کی جگہ منبر ہوگا۔ رومی نیچے اترا اور امام ابوحنیفہؒ منبر پر چڑھے اور فرمایا سوال کر۔ اس نے کہا اللہ سے پہلے کیا تھا امام صاحبؒ نے فرمایا گنتی جانتا ہے اس نے کہا ہاں انہوں نے فرمایا ایک سے پہلے کیا ہے۔ اس نے کہا پہلی شئی ایک ہے اس سے قبل کوئی شئی نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا جب مجازی اور لفظی ایک سے پہلے کچھ نہیں تو حقیقی واحد سے پہلے کیا ہوگا۔

رومی نے کہا اللہ کی ذات کس سمت میں موجود ہیں؟

امام صاحب نے فرمایا جب چراغ جلایا جاتا ہے تو اس کی روشنی کس سمت ہوتی ہے؟ اس نے کہا چاروں اطراف میں ہوتی ہے۔

امام صاحب نے فرمایا یہ مجازی نور ہے۔ جو فانی شئی سے حاصل شدہ ہے اس کی کوئی جہت متعین نہیں تو اللہ تعالیٰ خالق ارض وسمٰوات تو دائمی اور باقی نور ہیں تو انکی جہت کیسے متعین ہوگی۔ رومی نے کہا اللہ تعالیٰ کس کام میں مشغول ہیں انہوں نے فرمایا اللہ نے تیرے جیسے کو منبر سے اتار دیا ہے اور مجھے منبر پر بٹھا دیا ہے۔

اور جب روئے زمین پر میرے جیسے موحد ہوتے ہیں تو اللہ تعالی اس کو بلند رحمے پر فائز کرتے ہیں اور وہ ہر دن ایک نئی شان میں ہوتے ہیں۔ اس روی نے مال وہیں چھوڑ دیا اور اپنا سامنہ لے بھاگ گیا۔ (مناقب ابی حنیفہؒ)

شکر ہے وہ روی ہمارے آجکل کے غیر مقلدوں کی طرح ضدی نہ تھا کہ بدیہیات کا بھی انکی طرح انکار کر دیتا کیوں کہ وہاں تو مسلمانوں کی عزت کا مسئلہ تھا۔ (مؤلف)

﴿واقعہ نمبر ۵۸﴾

سعید بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں امام اعمش اور ان کی بیوی کے درمیان سخت کلامی ہوگئی۔ اس عورت نے قسم اٹھائی کہ وہ اپنے خاوند سے بات نہ کرے گی۔ اب امام اعمش بات کریں تو وہ جواب نہ دے تنگ ہو کر امام اعمش نے قسم اٹھائی کہ اگر آج کی رات میں اس نے مجھ سے بات نہ کی تو اسے طلاق ہے۔ اب امام اعمش اس پر نادم ہوئے اور اس قسم سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ پاسکے تو رات کو ہی امام اعظم ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحبؒ اکرام اور اعزاز سے پیش آئے امام اعمشؒ رات کو تکلیف دینے کا عذر کرنے لگے۔ امام صاحب نے عرض کیا عذر کو چھوڑیں حکم کریں۔ جب انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو امام صاحب نے عرض کیا کہ اس طلاق سے بچنے کا راستہ قریب ہے اللہ تعالی اس کو آسان بنا دیں گے۔ انہوں نے مؤذن کو بلایا جو امام اعمش کی مسجد کا مؤذن تھا۔ اور فرمایا کہ جب اعمش گھر میں داخل ہو تو صبح ہونے سے پہلے آذان دے دینا۔ حالانکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے آذان نہ دی جائے کیونکہ آذان نماز کا اعلان ہے۔ لیکن امام صاحبؒ نے امام اعمش کی بیوی کو طلاق سے بچانے کیلئے ایک طریقہ اپنایا۔ جب امام اعمش گھر میں داخل ہوئے تو مؤذن نے اذان دی تو انکی بیوی بھی کہ صبح ہوگئی اور طلاق واقع ہوگئی کیونکہ رات ختم ہو چکی ہے۔ اس نے کہا الحمد للہ الذی اراحنی منک یا سیئی الاخلاق تمام تعریفیں مختص ہیں اس ذات کیلئے جس نے مجھے تجھ جیسے سخت مزاج سے راحت بخشی۔

امام اعمش نے کہا ابھی تک صبح نہیں ہوئی اللہ تعالی امام ابوحنیفہؒ پر رحم فرمائے انہوں بہت عمدہ حیلہ پر دلالت فرمائی ہے۔ (مناقب ابی حنیفہؒ)

امام اعمش قافلہ محدثین کے روح رواں تھے اپنے وقت کے بہت بڑے محدثین میں ان کا شمار ہے۔ لیکن مسئلہ پوچھنے کیلئے ایک فقیہ کے دروازے پر حاضر ہوئے۔ معلوم ہوا کہ پورے دین پر عمل کرنے کیلئے فقہ کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس لئے کسی نے کیا خوب فرمایا کہ محدثین قول شناس رسولؐ ہیں۔ اور فقہاء مزاج شناس رسولؐ ہیں۔ یہی توجہ ہے کہ اکثر بلکہ تمام محدثین کسی نہ کسی امام مجتہد کی تقلید کرتے ہیں۔ (مؤلف)

﴿واقعہ نمبر ۵۹﴾

عبید بن اسحٰق نے روایت بیان کی ہے کہ امام ابو یوسف اور انکی بیوی کے مابین ایک رات جھگڑا ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں ان کی بیوی ناراض ہو گئی اور ان سے بات کرنا چھوڑ دیا۔ امام ابو یوسف بھی غصہ ہوئے اور قسم اٹھالی کہا کہ اگر اس نے میرے ساتھ بات نہ کی تو اسے تین طلاق۔ اب امام ابو یوسف کوشش کرنے لگے کہ آج رات وہ ان کے ساتھ بات کرے۔ لیکن وہ بالکل خاموش تھی اب امام ابو یوسف مغموم ہوئے اور امام ابو حنیفہؒ کے دروازے کی طرف روانہ ہوئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا امام صاحب نے فرمایا رات کے ایسے وقت میں کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا ابو یوسف۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اللہ میری اور تمہاری مغفرت کرے دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے اور اپنا قصہ بیان کیا۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا اس کا حل آسان ہے۔ چراغ لائے اور ساتھ ہی خوبصورت لباس لائے اور خوشبو لائے اور امام ابو یوسفؒ کو لباس پہنایا اور خوشبو لگوائی اور فرمایا کہ اب گھر جاؤ اور اپنی بیوی سے کہو کہ اگر تو مجھ سے بات نہیں کرتی تو تیرا کیا گمان ہے کہ تیرے علاوہ مجھے اور کوئی بیوی نہیں ملے گی؟

جب امام ابو یوسف گھر میں داخل ہوئے اور ان کی بیوی نے جب انہیں دیکھا کہ زرق برق لباس زیب تن ہے اور خوشبوئیں مہک رہی ہیں اور جب انہوں نے اپنی بات

دہرائی تو وہ بھی کہ شاید دوسرے نکاح کی تیاری کر کے آئے ہیں۔تو اب وہ فوراً بول اٹھی اور کہا اے سرتاج فلاں بات اس طرح ہے (یعنی بول پڑیں) اس طرح امام ابو یوسف اپنی قسم سے بری ہو گئے امام ابوحنیفہؒ کی فراست کی برکت سے (مناقب ابی حنیفہؒ)

﴿واقعہ نمبر ۶۰﴾

عبید بن اسحاق حکایت بیان کرتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے زمانے میں ایک آدمی جو مرنے کے قریب تھا اس نے وصیت کرنا چاہی ایک آدمی کو بلا بھیجا اور ایک تھیلی ہزار دینار کی اس کو دی اور کہا کہ اس کو محفوظ کرنا اور جب یہ میرا بچہ جوان ہو جائے تو جو تو پسند کرے اس کو اس تھیلی میں سے دے دینا۔ جب بچہ جوان ہوا تو وصی نے اس کو خالی تھیلی دے دی اور دینار خود لے لئے اور کہا کہ تیرے والد نے ایسے ہی وصیت کی تھی کہ جب میرے بچے پر جوانی کی ترنگ آئے تو جو تجھے اس تھیلی سے پسند آئے اس کو دے دینا لہٰذا میرے لئے یہ تھیلی پسند کرتا ہوں۔اب وہ بچہ حیران پریشان علماء کے گرد اس مسئلہ کے متعلق چکر لگانے لگا مگر کوئی اس کا حل تلاش نہ کر سکا۔تب وہ امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصہ بیان کیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ تیرے باپ نے ایک لطیف طریقہ پر وصیت کی ہے اور تیرا باپ حکیم تھا۔پھر انہوں نے اس وصی کو بلوایا اور فرمایا مرنے والے نے یوں کہا تھا کہ جو تجھے اس میں سے پسند ہو میرے بیٹے کو دے دینا؟

اس نے کہا ہاں اسی طرح مجھے اس نے حکم دیا تھا۔

امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اب تو دینار پسند کرتا ہے یا خالی تھیلی پسند نہیں کرتا ہے۔ لہٰذا جو چیز تجھے پسند ہے بامر وصیت تجھے اسکو دینے ہوں گے۔اس لئے کہ تو تھیلی کو پسند نہیں کرتا دیناروں کو پسند کرتا ہے اور وصیت پسندیدہ چیز کیلئے ہے۔پھر امام صاحب نے وہ دینار اس سے لیکر میت کے بیٹے کو دے دیئے۔اس طرح امام صاحب کی فراست سے حق حقدار کو مل گیا۔(مناقب ابی حنیفہؒ)

﴿واقعہ نمبر ۲۱﴾

امام وکیع بن جراح حکایت بیان فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا اور بہت بہتر پڑوسی تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا حافظ تھا۔ ایک دن اس کی بیوی جو اسے انتہائی محبوب تھی اور اس کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ اس حافظ الحدیث نے بیوی سے کہا اگر تو نے مجھ سے طلاق مانگی اور میں نے تجھے طلاق نہ دی تو تجھے تین طلاقیں ہوں۔ ان کی بیوی نے کہا کہ اگر آج کی رات میں نے تجھ سے طلاق طلب نہ کی تو میرے سارے غلام آزاد ہوں اور سارا مال صدقہ ہے۔ (یہ کہنے کے بعد) دونوں پشیمان ہوئے۔ اور (وکیع بن الجراح فرماتے ہیں کہ) دونوں میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم ایسے معاملے ہو گئے ہیں اس سے نکلنے کا کوئی راستہ بتائیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس تو اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں لیکن تم شیخ امام ابوحنیفہؒ کو لازم پکڑو۔ وہ تمہاری اس مشکل کا حل بتائے گا اور حال یہ تھا کہ یہ سائل مفتی امام صاحبؒ کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتا تھا۔ کہنے لگا مجھے ان کے پاس جانے سے حیاء آتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ پھر میں انہیں قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس پھر سفیان ثوری کے پاس (جو اپنے وقت کے ائمہ فقہاء اور ائمہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں) کے پاس لے گیا۔ مگر انہوں نے فرمایا ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ پھر اس کو امام ابو حنیفہؒ کے پاس لے گیا ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے سائل سے پوچھا تو نے کیسے قسم اٹھائی تھی۔ اسی طرح عورت سے بھی سوال کیا پھر فرمایا اب تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قسموں سے بری ہونا چاہتے ہو اور اپنے درمیان جدائی بھی پسند نہیں کرتے انہوں نے کہا ہاں۔

تب امام صاحبؒ نے فرمایا عورت سے کہ تو اپنے خاوند سے طلاق کا سوال کر تو اس نے خاوند سے کہا مجھے طلاق دے دو۔ اور امام صاحبؒ نے خاوند سے کہا تو کہہ انت طالق ان شئت تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے۔ جب اس نے کہا تو پھر عورت سے فرمایا تو

کہہ میں اب طلاق نہیں چاہتی۔ پھر فرمایا تم اپنی قسموں سے بری ہو گئے۔ تب امام صاحبؒ سائل محدث سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تو بہ کرو اس آدمی پر طعن و تشنیع کرنے سے جس سے تم نے علم حاصل کیا ہو۔ وکیع فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی ہر نماز کے آخر میں امام صاحبؒ کیلئے دعا کیا کرتے تھے۔ (امام وکیع مصر القدیمہ کے شارع امام شافعی پر امام شافعی کے مزار سے ایک سوگز پہلے مدفون ہے امام وکیع کے قبر مبارک کے عقب میں شارع اللیثی پر امام طحاوی مدفون ہے اسی شارع پر تقریبا لیث بن سعد مدفون ہے اسی سے دوسو گز کے فاصلہ پر علامہ ابن حجر مدفون ہیں اس سے کچھ آگے ذوالنون مصری مدفون ہیں کچھ حضرت عقبہ بن عامر مدفون ہیں۔ (مناقب ابی حنیفہؒ)

ابراہیم بن ادہم فرماتے ہیں کہ امام اعمش (اور محمد بن زیاد اور امام ابوحنیفہؒ اور آگے ہم عُسُل طاعہ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس آدمی کی مثال جو حدیث تو حاصل کرتا ہے مگر فقہ حاصل نہیں کرتا اس آدمی کی طرح ہے جو دوائیاں تو جمع کر لیتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ کونسی دوا کس مرض کیلئے ہے۔ یہاں تک کہ طبیب کے پاس آ کر معلوم کر لے۔ اسی طرح محدث جب تک فقیہ کے پاس نہ آئے حدیث پر عمل نہیں کر سکتا۔ (مناقب ابی حنیفہؒ)

اس لئے کہ محدثین قول شناس رسولؐ ہیں اور فقہ مزاج شناس رسولؐ ہیں اگر محدث ایک حدیث تو کر اس پر عمل شروع کر دے اس کا عمل کرنا اس طبیب کی طرح ہو گا جو دواؤں کی افادیت جانے کے بغیر دوائی دے رہا ہو۔ اس لئے کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء اس فرمان سے کیا تھا وغیرہ اور فقیہ طبیب کی طرح ہر حدیث کی علت موقع محل ناسخ منسوخ وغیرہ کل امور کا جاننے والا ہوتا ہے۔ (مؤلف)

﴿واقعہ نمبر ۶۲﴾

یوسف بن خالد السمتی بیان فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ بصرہ تشریف لائے فرماتے ہیں کہ ہم امام صاحب کے ساتھ شہر کی ایک جانب چلے کوفہ کی سمت جب شام ہو گئی تو ہم واپس لوٹے۔ اس دوران میں قاضی ابن ابی لیلیٰ خچر پر سوار تشریف لائے ہمیں

سلام کیا۔اس کے بعد ہم ایک باغ میں سے گزرے۔قاضی ابن ابی لیلیٰ بھی ہمارے ساتھ تھے اس باغ میں ایک قوم کو دیکھا کہ وہ خوشی منارہے ہیں اور ان میں لہو ولعب کے آلات بھی ہیں اور گانے والیاں بھی ہیں جو گا رہی ہیں۔جب ہم ان کے قریب ہوئے تو وہ خاموش ہو گئیں۔امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا تم نے اچھا کیا۔جب ہم باغ سے نکل کر راستے سے الگ ہو گئے قاضی ابن ابی لیلیٰ نے دل میں یہ بات پوشیدہ رکھی کہ امام صاحبؒ کو گواہی سے نااہل قرار دینے کا اچھا موقع ہے کہ انہوں نے گانے والیوں سے کہا کہ تم نے اچھا کیا۔کیونکہ ابن ابی لیلیٰ ایک فقیہ تھے اور ۳۳ برس کی عمر میں کوفہ کے منصب قضاء پر مامور ہو گئے تھے۔امام ابوحنیفہ اور ان میں کسی قدر شکر رنجی رہتی تھی جسکی وجہ یہ تھی کہ فیصلوں میں وہ غلطی کرتے تھے تو امام صاحبؒ ان کی اصلاح فرماتے تھے یہ ان کو ناگوار معلوم ہوتا تھا۔لیکن امام صاحبؒ اظہار حق پر مجبور تھے۔قاضی صاحب نے موقع کو غنیمت سمجھا بدلہ لینے کیلئے۔تو انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کو بلا بھیجا ایک گواہی کے سلسلے میں امام صاحبؒ تشریف لائے۔تو قاضی صاحب نے ایک واقعہ کے متعلق گواہی طلب کی امام صاحبؒ نے گواہی دی تو فوراً قاضی صاحب نے فرمایا آپ ساقط الشہادت ہیں اہل شہادت میں سے نہیں امام صاحبؒ نے فرمایا کیوں؟۔

فرمایا آپ کے اس قول کی وجہ سے کہ تم نے گانے والیوں سے کہا تھا احسنتن تم نے اچھا کام کیا۔یعنی تم نے برے فعل کو اچھا کہا تو تمہاری عدالت ساقط ہو گئی اور جس کی عالت مجروح ہو وہ نا قابل شہادت ہوتا۔لہٰذا آج کے بعد تمہارا نام اہل شہادت کی فہرست سے خارج ہو کر نااہلوں کی فہرست میں چلا گیا۔

امام صاحبؒ نے فرمایا میں نے ان کی تحسین کس وقت کی تھی جس وقت وہ گا رہی تھی یا جس وقت وہ خاموش ہو گئی تھیں۔انہوں نے کہا جب وہ خاموش ہو گئی تھیں۔فرمایا اللہ اکبر میرا کہنا کہ تم نے اچھا کیا خاموش ہونے کیلئے تھا نہ کہ گانے کے فعل کی تحسین تھی۔قاضی صاحب خاموش ہو گئے اور انہیں اہل شہادت میں باقی رکھا۔جب امام ابوحنیفہؒ نے

آیت تلاوت فرمائی ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ اور برائی کا داؤ لئے گا انہیں داؤ والوں پر ۔اس واقعہ کے بعد قاضی ابن ابی لیلیٰ امام صاحبؒ سے بہت ڈرنے لگے اور جب قضاء کے مسائل میں مشکل پیش آتی تو امام صاحبؒ سے حل کراتے امام صاحبؒ ان کا جواب ارشاد فرماتے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

اذا تکون عظیمت ادعی لھا　　　　واذا یحاس الحیس یدعی جندب

جب بڑی مصیبت پیش آتی ہے تو اس کیلئے میں بلایا جاتا ہوں۔ اور حلوا تیار کیا جاتا ہے تو پھر جندب کو بلایا جاتا ہے۔ (مناقب کردری)

﴿واقعہ نمبر ۶۳﴾

حضرت قتادہ بصری جو مشہور فقیہ اور محدث ہیں کوفہ میں آئے اور اشتہار دے دیا مسائل فقہ میں جس کو جو پوچھنا ہو پوچھے میں ہر مسئلہ کا جواب دوں گا۔ چونکہ مشہور محدث اور امام تھے بڑا مجمع جمع ہوا۔ جوق در جوق لوگ آتے تھے اور مسئلے دریافت کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ موجود تھے کھڑے ہو کر پوچھا کہ ایک شخص سفر میں گیا برس دو برس کے بعد اس کے مرنے کی خبر آئی۔ اس کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا اور اس سے اولاد ہوئی۔ چند روز کے بعد وہ شخص واپس آیا اولاد کے نسب سے انکار کر دیا کہ میری صلب سے نہیں ہے زوج ثانی دعویٰ کرتا ہے کہ اولاد میری ہے تو آیا دونوں شخص اس عورت پر زنا کا الزام لگاتے ہیں یا صرف وہ شخص جو ولدیت سے انکار کرتا ہے۔ قتادہ نے کہا یہ صورت پیش آئی ہے امام صاحب نے کہا نہیں لیکن علماء کو پہلے سے تیار رہنا چاہیے کہ وقت پر تردد نہ ہو۔ قتادہ کو فقہ سے زیادہ تفسیر میں دعویٰ تھا بولے کہ ان مسائل کو رہنے دو تفسیر کے متعلق جو پوچھنا ہے پوچھو۔ امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ اس آیت کے کیا معنی ہیں۔ قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک یہ وہ قصہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے بلقیس کا تخت لانے کی فرمائش کی اور ایک شخص نے جو غالباً آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر تھے۔ دعویٰ کیا کہ میں چشم زدن میں لا

دوں گا۔ اہل کتاب کی روایت ہے کہ آصف بن برخیا اسم اعظم جانتے تھے جس کی تاثیر سے ایک دم میں شام سے یمن پہنچ کر تخت اٹھالائے۔ روایت عام مسلمانوں میں پھیل گئی تھی اور اس کے مطابق اس آیت کا مطلب لیا جاتا تھا۔ قتادہ نے بھی یہی معنی بیان کئے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام خود بھی اسم اعظم جانتے تھے یا نہیں؟

قتادہ نے کہا نہیں امام صاحب نے کہا کیا آپ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ نبی کے زمانہ میں ایسا شخص موجود ہو جو خود نبی نہ ہو اور نبی سے زیادہ علم رکھتا ہو؟۔ قتادہ کچھ جواب نہ دے سکے اور کہا کہ عقائد کے متعلق پوچھو۔ امام صاحبؒ نے کہا کہ آپ مومن ہیں؟ اکثر محدثین اپنے آپ کو مومن کہتے ہوئے ڈرتے تھے اس کو احتیاط میں داخل سمجھتے تھے۔ حسن بصری سے ایک شخص نے یہی سوال کیا جس کے جواب میں انہوں نے کہا ان شاء اللہ پوچھنے والے نے کہا ان شاء اللہ کا کیا محل ہے فرمایا میں اپنے آپ کو مومن تو کہہ دوں مگر ڈرتا ہوں کہ خدا یہ نہ کہہ دے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ قتادہ نے بھی امام ابوحنیفہؒ کے سوال کا یہی جواب دیا لیکن حقیقت میں یہ ایک قسم کی وہم پرستی ہے۔

ایمان اعتقاد کا نام ہے جو شخص خدا اور رسولؐ پر اعتقاد رکھتا ہے وہ یقینا مومن ہے اور اس کو سمجھنا چاہیے کہ میں مومن ہوں البتہ اگر اس میں شک ہے تو قطعی کافر ہے۔ اور پھر ان شاء اللہ کہنا بھی بیکار ہے امام ابوحنیفہؒ نے اس عام غلطی کو مٹانا چاہا۔ قتادہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ قید کیوں لگائی؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مجھ کو امید ہے کہ خدا قیامت کے دن میرے گناہوں کو معاف کردے گا۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا خدا نے جب ابراہیم علیہ السلام سے یہ سوال کیا کہ اولم تومن تو انہوں نے جواب میں بلیٰ کہا تھا ۔یعنی ہاں میں مومن ہوں آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کی تقلید کیوں نہ کی قتادہ لاجواب ہو کر اٹھے اور دوبارہ کوفہ واپس نہ آئے۔ (سیرۃ النعمان)

﴿واقعہ نمبر ۶۴﴾

ایک دن حسن اتفاق سے امام سفیان ثوری، قاضی ابن ابی لیلیٰ، شریک، امام ابو

حنیفہؒ ایک مجلس میں جمع تھے۔ شائقین علم کو اس سے اچھا کیا موقع مل سکتا تھا ایک شخص نے آ کر مسئلہ پوچھا کہ چند آدمی ایک جگہ مجتمع تھے۔ دفعتہً ایک سانپ نکلا اور ایک شخص کے بدن پر چڑھنے لگا اس نے گھبرا کر پھینک دیا۔ دوسرے شخص پر جا گرا اس نے بھی اضطراب میں ایسا ہی کیا۔ یوں ہی ایک دوسرے پر پھینکتے رہے یہاں تک کہ اخیر شخص کو اس نے کاٹا اور وہ مر گیا۔ دیت کس پر لازم آئے گی؟ یہ فقہ کا ایک دقیق مسئلہ تھا۔ سب کو تامل ہوا کسی نے کہا سب کو دیت دینی ہوگی۔ بعض لوگوں نے کہا صرف پہلا شخص ذمہ دار ہوگا سب کے سب مختلف الرائے تھے اور باوجود بحث کے تصفیہ نہ کر پائے۔ امام ابوحنیفہؒ چپ تھے اور مسکراتے جاتے تھے آخر سب ان کی طرف متوجہ ہوئے کہ آپ بھی تو اپنا خیال ظاہر کیجئے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا جب پہلے شخص نے دوسرے پر پھینکا اور وہ محفوظ رہا تو پہلا شخص بری الذمہ ہو چکا تھا۔ اسی طرح دوسرا اور تیسرا بھی بحث اگر ہے تو صرف اخیر شخص کی نسبت ہے۔ اس کی دو حالتیں ہیں اگر اس کے پھینکنے کے ساتھ ہی سانپ نے کاٹا تو پھر پھینکنے والا دیت ادا کرے گا کیونکہ اسی کے پھینکنے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی۔ اور اگر فوراً سانپ نے نہیں کاٹا بلکہ کچھ دیر کے بعد کاٹا تو خود اس کی غفلت ہے کہ اس نے اپنی حفاظت میں جلدی اور تیز دستی کیوں نہ کی۔ پھینکنے والا بری الذمہ ہوگا کیونکہ اب اس کے مرنے کا سبب پھینکنے والا نہیں بلکہ خود اس کی غفلت سبب ہے۔ اسی رائے سے سب نے اتفاق کیا اور امام صاحبؒ کی فقاہت وفراست کی تحسین کی۔

اب غیر مقلدین سے گذارش ہے کہ ٹھنڈے دل سے تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے غور کریں کہ اس مسئلہ اور اس جیسے ہزاروں مسائل جن میں نصوص شرعیہ وارد نہیں ہوتیں کیا کریں گے۔ ظاہر ہے اپنے مولوی پر اعتماد کر کے اس کی تقلید کریں گے۔ جب کہ ان کے علماء خیر القرون کے علماء کے مقابلے میں ہزارواں حصہ بھی علم نہیں رکھتے۔ للّٰہیت خلوص عدالت فقاہت نیک نیتی دور کی بات ہے۔ ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ جب مسائل میں نصوص شرعیہ صحیحہ صریحہ غیر معارضہ غیر منسوخہ وارد نہیں ہوئیں ان میں کسی امام

کی تحقیق پر اعتماد کر کے ان کی تقلید کریں نہ یہ کہ جن مسائل میں قرآن وحدیث کی نصوص صحیحہ صریحہ غیر معارضہ وارد ہوں کہ ان کے مقابلے میں کسی فقیہ کی تقلید کرتا ہے۔

﴿واقعہ نمبر ۶۵﴾

ایک دن امام ابوحنیفہؒ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ شاگردوں کا مجمع تھا دفعتاً خارجیوں کا ایک گروہ مسجد میں گھس آیا۔ لوگ بھاگ چلے امام صاحبؒ نے روکا اور تسلی دی کہ ڈرو نہیں اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ ایک خارجی جو سب کا سردار تھا امام صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگ کون ہو۔ امام صاحب نے فرمایا مستجیر ہیں اور خدا نے فرمایا ہے کہ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ۔ یعنی مشرکین میں سے کوئی شخص اگر پناہ مانگے تو اسے پناہ دو تا کہ وہ خدا کا کلام سنے پھر اس کے امن کی جگہ تک پہنچا دو۔

خارجی اپنے سوا مسلمانوں کے تمام فرقوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں اور واجب القتل جانتے ہیں۔ اس موقع پر وہ اس نیت سے آئے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ اپنا عقیدہ بیان کریں تو کفر کا الزام لگا کر ان کو قتل کر دیں لیکن امام صاحبؒ کے الزامی جواب نے ان کو بالکل مبہوت کر دیا۔ چنانچہ ان کے سردار نے ساتھیوں سے کہا کہ ان کو قرآن پاک پڑھ کر سناؤ اور ان کو ان کے گھر پہنچا آؤ۔ (مناقب موفق)

﴿واقعہ نمبر ۶۶﴾

کوفہ میں ایک ملعون غالی شیعہ رہتا تھا جو حضرت عثمانؓ کی نسبت کہا کرتا تھا کہ معاذ اللہ وہ یہودی تھے۔ امام صاحبؒ ایک دن اس کے پاس گئے اور کہا کہ تم اپنی بیٹی کیلئے رشتہ ڈھونڈتے تھے۔؟ ایک شخص موجود ہے جو شریف بھی دولتمند بھی ہے اس کے ساتھ پرہیزگار قائم اللیل حافظ قرآن ہے۔ شیعہ نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کون ملے گا۔ ضرور آپ شادی کروا دیجئے امام صاحبؒ نے کہا صرف اتنی بات ہے کہ مذہبا یہودی ہے وہ نہایت برہم ہوا اور کہا سبحان اللہ کیا آپ مجھے یہودی سے رشتہ داری کرنے کی رائے

دیتے ہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کیا ہوا خود پیغمبرؐ خدا نے یہودی کو (تمہارے اعتقاد کے مطابق) داماد بنایا تو تم کو کیا عذر ہے۔ خدا کی قدرت اتنی بات سے اس کو تنبیہ ہوگئی اور اس نے اپنے عقیدہ سے توبہ کی۔ (مناقب کردری)

﴿واقعہ نمبر ۲۷﴾

ایک دفعہ ضحاک خارجی جو خارجیوں کا مشہور سردار تھا اور بنو اسیر کے زمانہ میں کوفہ پر قابض ہوگیا تھا۔ امام صاحبؒ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ توبہ کرو انہوں نے پوچھا کہ کس بات سے ضحاک نے کہا کہ تمہارا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں ثالث کو تسلیم کر لیا تھا۔ حالانکہ جب وہ حق پر تھے تو ثالث تسلیم کرنے کے کیا معنی۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے ورنہ اگر تحقیق حق مقصود ہے تو مجھ کو تقریر کی اجازت دو۔ ضحاک نے کہا میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں امام صاحبؒ نے فرمایا اگر بحث آپس میں طے نہ ہو تو کیا علاج ہے؟

ضحاک نے کہا ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دیں چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص انتخاب کیا گیا کہ دونوں فریق کی صحت و غلطی کا تصفیہ کرے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا یہی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی کیا تھا پھر ان پر کیا الزام ہے ضحاک دم بخود ہوگیا اور چپکے سے اٹھ کر چلا گیا۔ (مناقب کردری)

امام صاحب کے خصوصیات میں سے ہے کہ وہ مشکل مسئلہ کو اپنے عام فہم طریقہ سے سمجھا دیتے تھے کہ مخاطب کے ذہن نشین ہو جاتا تھا اور بحث نہایت جلد اور آسانی سے ختم ہو جاتی۔

قارئین یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی رائے تدبر عقل و فراست کے چند واقعات نمونے کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ امام صاحبؒ کی زندگی کا ہر لمحہ عقل و فراست کی کامل تصویر تھا۔

محمد انصاری کہا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ کی ایک ایک حرکت یہاں تک کہ بات چیت اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے میں دانشمندی کا اثر پایا جاتا ہے۔

اس وقت اس کو مزید طول دینا وقت کی گنجائش اور اپنے مشاغل کے اعتبار سے آسان بھی نہیں اس لئے اسی پر ختم کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہم سب کے لئے مفید بنائے اور اکابر پر اعتماد نصیب فرمائے آمین (آمین)

تمت بالخیر

افسانہ یاران کہن خواندم ورفتم

درباب کہ لعل وگہر افشاندم ورفتم

خدا بخش ربانی

فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان

استاد جامعہ حمیرا للبنات رحیم یار خان

ماخذ ومراجع فقاہت امام ابوحنیفہ

1۔ تاریخ بغداد — للخطیب
2۔ مناقب موفق — للموفق بن احمد الخوارزمی المکی المتوفی ۵٦٨ھ
3۔ مناقب کردری — للحافظ محمد بن محمد المعروف بالکردری المتوفی ٨٢٧ھ
4۔ الخیرات الحسان — للشیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی المتوفی ٩٣٦
5۔ حیوۃ الحیوان — للدمیری
6۔ اخبار ابی حنیفہ وصاحبیہ — للقاضی ابی عبداللہ حسین بن علی الضمیری المتوفی ٤٦٣ھ
7۔ کتاب الاذکیاء — لابن جوزی
8۔ الانتقاء — للحافظ ابی عمر یوسف بن عبدالبر المتوفی ٤٦٣ھ
9۔ مناقب الائمۃ الاربعہ
10۔ نزھۃ المجالس — لصفوری
11۔ سیرۃ النعمان
12۔ الروض الفائق — للشیخ شعیب الحریفیش
13۔ عقود الجمان
14۔ سرتاج محدثین — لمولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی